www.iqbalkalmati.blogspot.com

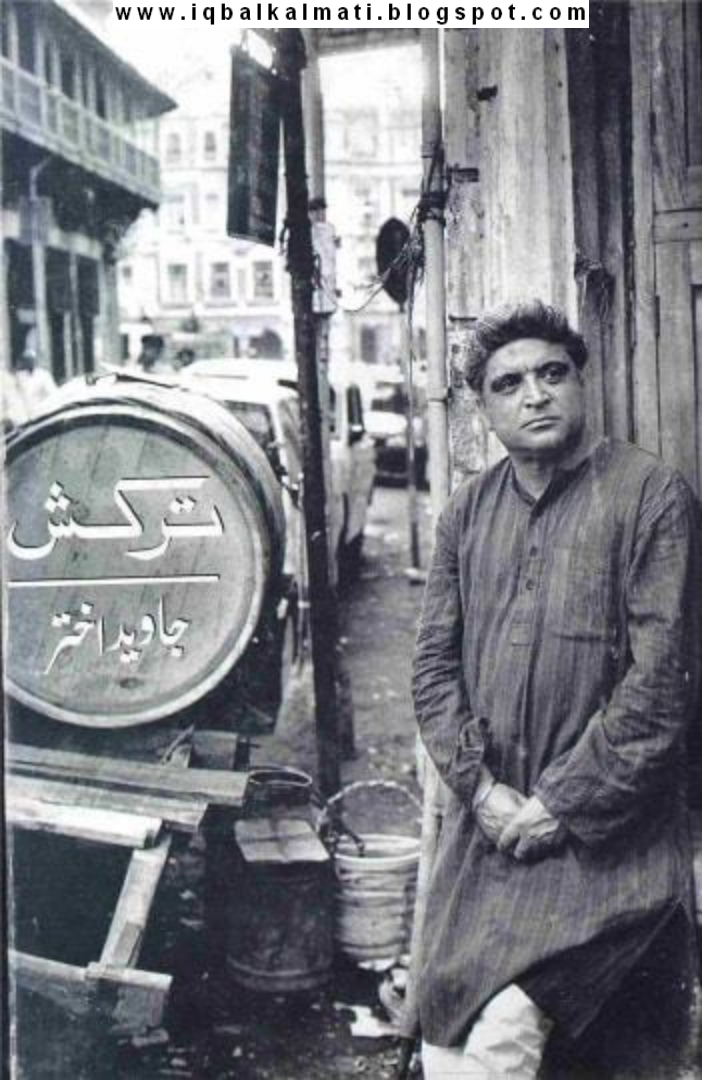

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترکش

جاوید اختر

© جملہ حقوق بحق جاوید اختر محفوظ

ضابطہ

پاکستان میں جملہ حقوق : حوری نورانی

مکتبہ دانیال، وکٹوریہ چیمبرز ۲
عبداللہ ہارون روڈ، کراچی

بار اول جون ۱۹۹۵ء
زیر اہتمام صابر دت
قیمت سو روپے
بیرون ملک چھ امریکی ڈالر
طباعت اسٹار ملٹی کلر آفسیٹ پرنٹرز،
رزاق منزل، مقابل مکتبہ، امام، ممبئی ۴۰۰۰۰۳

ساحر پبلشنگ ہاؤس

"پرچھائیاں" اے، بی، نائر روڈ، جوہو چرچ، ممبئی ۴۰۰۰۴۹ فون ۶۲۰-۲۸۳۷

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شبانہ کے نام

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترتیب

پیش لفظ ۸ قرۃ العین حیدر

میرا آنگن میرا پیڑ ۲۸
ہمارے شوق کی یہ ۳۰
وہ کمرہ یاد آتا ہے ۳۲
جنگل میں گھومتا ہے ۳۷
بھوک ۳۹
ہم تو بچپن میں ۴۶
بنجارہ ۴۸
دل میں مہک رہے ۵۴
سوکھی ٹہنی تنہا چڑیا ۵۶
ایک مہرے کا سفر ۵۸

مدر ٹریسا ۶۱
فساد سے پہلے ۶۶
وہ ڈھل رہا ہے ۶۹
فساد کے بعد ۷۱
خواب کے گاؤں میں ۷۴
غم ہوتے ہیں جہاں ۷۶
ہم سے دلچسپ کبھی ۷۸
معمہ ۸۰
اُلجھن ۸۲
جہنمی ۸۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیمار کی رات	۸۸
یہ تسلی ہے کہ	۹۰
میں پاسکانہ کبھی	۹۲
میں خود بھی سوچتا ہوں	۹۴
شکست	۹۶
سچ یہ ہے بیکار ہمیں	۱۰۰
شہر کے دکاندار دو	۱۰۲
جسم دلکتا زُلف گھنیری	۱۰۴
ہجر	۱۰۶
دشواری	۱۰۸
آثارِ قدیمہ	۱۱۰
میں اور میری آوارگی	۱۱۲
غم پلتے ہیں	۱۱۴
آؤ اور نہ سوچو	۱۱۶
مرے دل میں اُتر گیا	۱۲۰
وقت	۱۲۲
درد کے پھول بھی	۱۲۰
مجھ کو یقیں ہے	۱۳۲
دور رہا	۱۳۴
مری زندگی مری منزلیں	۱۳۸
کن لفظوں میں اتنی کڑوی ...	۱۴۰
صبح کی گوری	۱۴۲
مری دُعا ہے	۱۴۴
دُکھ کے جنگل میں پھرتے ہیں ...	۱۴۷
بہانہ ڈھونڈتے رہتے ہیں ...	۱۴۹
جُرم اور سزا	۱۵۱
قطعات	۱۵۵
ہل اسٹیشن	۱۵۷
بے گھر	۱۵۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیش لفظ

جاوید اختر ہندوستانی POPCULTURE کے ایک معمار ہیں اور موجودہ YUPPY CULTURE کے ایک درخشندہ ثمائندے۔ ان کی فلموں کا متنازعہ فیہ دائرۂ اثر اتنا وسیع ہے کہ اس کے مقابلے میں ایک سنجیدہ ادبی کتاب کا ایک ہزار جملہ کا اڈیشن بحرالکاہل میں تیرتے مٹر کے دانے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وہ اپنی خاندانی روایت کے مطابق چاول پر قل ھو اللہ بھی لکھ رہے ہیں لہٰذا میں اس مضمون میں ان کی اس آبائی کاریگری پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گی۔

جاوید کا نام لوگوں کے ذہن میں ایک جلوس یا کریڈٹ ٹائٹلز کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ مجاز۔ صفیہ۔ جاں نثار اختر۔ شبانہ۔ کیفی۔ زیادہ پڑھے لکھے حضرات مضطر خیرآبادی اور مولانا فضلِ حق خیرآبادی کو بھی یاد کر لیتے ہیں کہ موصوف کے اجداد تھے۔

جاوید کی والدہ قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی (اودھ) کی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ والد جاں نثار اختر قصبہ خیرآباد ضلع سیتاپور (اودھ) کے ایک مشہور علم دوست خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو ایک درگاہ کی سجادہ نشینی بھی ورثے میں ملی تھی۔

جاننا چاہئے کہ شمالی ہند کی تہذیب کے یہ مراکز روھیل کھنڈ، اودھ اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پورب دیس سے لیکر بہار تک پھیلے ہوئے تھے اور اپنے مدارس، کتب خانوں اور علم پرور خانوادوں کی وجہ سے مشہور تھے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد اس عظیم الشان تمدن کی خاموش بے آواز تاراجی بغداد اور اندلس اور دلی اور لکھنؤ کی تباہیوں کے سلسلے کی آخری کڑی تھی کہ اس کے بعد برباد ہونے کے لئے اب کچھ باقی نہیں رہا۔ وہاں جو کھنڈر اب نظر آتے ہیں، یہ خوبصورت بارونق مکانات تھے۔ متمدن کنبے ان میں بستے تھے۔ یہ مقامات مسلم اشرافیہ کے گڑھ تھے آج سے ساٹھ پینسٹھ سال قبل چند نوجوان انہیں قصبات سے نعرہ زن نکلے۔ سجاد ظہیر، سبط حسن۔ مجاز۔ علی جواد زیدی۔ سردار جعفری، کیفی اعظمی۔ جاں نثار اختر وغیرہ ان سے ذرا سینئر۔ قصبہ ملیح آباد کے جوش شاعر انقلاب کہلائے۔ جس جماعت سے ان نوجوانوں نے ناتا جوڑا اس نے غیر دانشمندانہ نظریہ سازی کی۔ مذہب پر حملے صحیح مارکسزم رہی ہو لیکن غلط سیاست تھی۔ انہوں نے مذہب پرست عوام کو اپنے خلاف بھڑکا دیا اور آزادی کے فوراً بعد جن سنگھ اور جماعت اسلامی کے لئے گلپوش راستہ ہموار کیا۔ شاباش۔ ایک وقت تھا کہ یہی عوام پارٹی کی قیادت کے منتظر تھے۔ آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لیکر۔ اب انہیں ڈھونڈ ـــــ یہ جگجو کا مرید شاعر تھے، مجاز نے آہنگ کا انتساب اسطرح کیا تھا۔

فیض اور جذبی کے نام جو میرے دل و جگر ہیں
سردار اور مخدوم کے نام جو میرے دست و بازو ہیں

آج کا انفرادیت پرست تنہائی پسند شاعر ایسا انتساب نہیں کرے گا ـــــ

یہ زیادہ تر MINOR KEY کے شاعر تھے۔ انہوں نے چند تابندہ نظمیں اردو کو دیں۔ یعنی۔ چہ۔ لعل بدخشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُردو کے نوعمر طالب علم کے لئے وہ دور ایک LEGEND بن چکا ہے لیکن مجھے یاد ہے مثلاً ایک گھُپ اندھیری رات ایک صاحب لمبے بالوں والی ٹوپی اوڑھے جیسی آجکل وی پی سنگھ اوڑھتے ہیں، انگلیوں میں جلتا سگریٹ، سبزے پر چلے آرہے ہیں۔ والد کو اپنی کتاب "آہنگ" پیش کرتے ہیں یا گرمیوں کی ایک شام سفید براق، کپڑے پہنے جوش صاحب گھوڑا گاڑی سے اُتر کے اندر آتے ہیں یا ایک چاندنی رات والدہ مجاز کو اپنی اوک لینڈ میں بٹھا کر دلکشا ایک دعوت میں لے جاتی ہیں جہاں وہ "اندھیری رات کا مسافر" پڑھتے ہیں۔ ایک مور ٹہلتا ہوا لان پر آجاتا ہے۔ چاند۔ مور اور شاعر۔ ایک ہائیکو۔

یا صفیہ آپا ——

دارالسراج، دلال بہاری لال روڈ سے چہل قدمی کرتی ۱۳۔ فیض آباد روڈ والدہ سے ملنے آتی ہیں۔ دُبلی پتلی۔ سفید ساری پہنے، ہنستی مسکراتی۔

ان کی شادی کے بعد سُنا گیا کہ مجاز نے بہنوئی کو ایک عدد وھسکی کی بوتل تحفے میں دی۔ مری تعبیر میں مضمر ہے ایک صورت خرابی کی۔ اُردو شاعروں کی بلانوشی کا آج تک نفسیاتی اور عمرانی تجزیہ نہیں کیا گیا۔

ملک آزاد ہوا۔

بھارت سرکار نے ہندی روسی بھائی بھائی کا نعرہ بلند کیا اور اپنے کیمونسٹوں کو جیلوں میں ڈالا۔ ترقی پسند شعراء نے پنڈت نہرو کے لئے کہا، مارے ساتھی، جانے نہ پائے۔ جہاں گیا ہے چیانگ کائی، وہیں جائے گا نہرو بھائی۔

اردو پر بےخبری وقت بڑا ادیوں کے زمینداری ابولیشن میں ایک بارکی یہ تھی کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُردو کلچر بھی اس کے ساتھ اُڑ گئی۔ لیکن پنجاب سے جو ہندو سکھ شرنارتھی فلم ساز آئے انہوں نے محض اُردو پڑھی تھی۔ علاوہ ازیں پہلی بولتی فلم عالم آرا سے لیکر ۱۹۴۷ء تک فلموں کی زبان اُردو ہی تھی۔ مکالموں کی برجستگی اور روانی اور تہذیبی نفاست اور فلمی نغموں کی دل نشینی جو زیادہ تر آرزو لکھنوی کی دین تھی اس کے بدولت آزادی کے بعد بھی گو اُردو سرکاری طور پر ختم کر دی گئی فلموں میں اس سخت جان خانہ بدوش زبان کا بول بالا رہا لیکن وہ ہندی کہلائی یعنی ایک پوری زبان کو ہائی جیک کر کے اس کا نام بدل دیا گیا، چنانچہ فلم انڈسٹری اُردو اہلِ قلم کے لئے ذریعۂ معاش بنی۔ ساحر بطور گیت کار بہت کامیاب رہے۔ کرشن چندر، بیدی، مجروح، سردار جعفری، مہندر ناتھ، راجہ مہدی علی خاں، شکیل بدایونی، خواجہ احمد عباس، عصمت چغتائی، شاہد لطیف، اختر الایمان سبھی بمبئی کی فلمی دنیا میں آباد ہو گئے، جاں نثار اختر کے نام بھوپال میں وارنٹ نکلا۔ انڈر گراؤنڈ تھے۔ بمبئی آئے۔ بمبئی میں وہ فلم انڈسٹری کے JUGGERNAUT جلوس میں شامل ہو گئے۔

صفیہ آپا نے بھوپال کے حمیدیہ کالج میں ملازمت کی اور نہایت بہادری سے اپنے دونوں بچوں کو پالا۔ شدید ذہنی اور جذباتی اور معاشی تکالیف کو بڑے حوصلے سے جھیلا اور اپنے خطوں کے روپ میں اپنے رنج و الم اور عالی ہمتی کی دستاویز چھوڑ گئیں۔

"زیرِ لب" صفیہ اختر کے مکاتیب کے مجموعے کا نام ہے۔ اس کتاب کی ادبی حلقوں میں بہت دھوم مچی۔ یہ تعریف، توصیف بھی وقت کی عجیب ستم ظریفی تھی۔ یہ خطوط بعض جگہ ایسے لرزہ خیز ہیں گویا موت کی کال کوٹھری سے لکھے گئے ہوں۔ لیکن ان کو پڑھ کر جاوید اختر کے اولیں ذہنی اور تربیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ۱۹۵۰ء سے شروع ہوتے ہیں جب جاوید کی عمر پانچ سال کی تھی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صفیہ اپنے شوہر کو ساتھی کہہ کر مخاطب کرتی ہیں۔ وہ دونوں گویا دو سپاہی ہیں جو ایک خوش آئند مستقبل کے لئے لڑ رہے ہیں۔ جو سُرخ سویرے کا مستقبل ہے۔

یہ بہت ہی اندوہناک تحریریں ہیں۔

نئی انقلابی عورت ہونے کے باوجود صفیہ اختر ایک بے انتہا پتی ورتا، روایتی ہندوستانی بیوی۔ آدرش مہیلا، چرنوں کی داسی، خدائے مجازی کی کنیز معلوم ہوتی ہیں جو شوہر کی ایک نظرِ کرم اور خوشنودی حاصل کرنے کی خواہاں اور محتاج ہے۔ وہ علامہ راشد الخیری کی کسی مظلوم ہیروئین کی طرح بار بار اپنے بچوں کا واسطہ دیتی ہیں۔ جادو بہت یاد کر رہا ہے۔ سلمان تمہیں پکار رہا ہے۔ کب آؤ گے ساتھی۔

لیکن کامریڈ پتی دیو نہ آپ آویں نہ بھیجیں پتیاں۔

آزادی کے فوراً بعد فلمی صنعت جن اُردو ادیبوں کو راس آئی ان میں عصمت آپا بھی شامل تھیں۔ چنانچہ صفیہ اختر اپنے ایک خط میں پوچھتی ہیں "عصمت اپنے نئے فلیٹ میں منتقل ہو گئی ہوں گی۔ ان کی ریاست کا کیا حال ہے۔ جادو کی انقلاب پسندی اپنے عروج پر ہے۔ نور اللہ[1] صاحب سے انہوں نے باقاعدہ ایشیا، روس اور اسٹالن کی خوب باتیں کر ڈالیں۔ نور اللہ مجھ سے کہنے لگے کہ ایسے انقلابی بچوں کے ساتھ تو آپ کو بمبئی گورنمنٹ میں ملازمت ملنے کا کوئی امکان نہیں۔"

اس خط پر اٹھارہ نومبر ۱۹۵۰ء کی تاریخ پڑی ہے یعنی اس وقت جاوید کی عمر تقریباً چھ سال کی رہی ہو گی۔ ایسے بچوں کو ENFANT TERRIBLE کہا جاتا ہے۔

---

[1] بمبئی گورنمنٹ کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گھر کے انقلابی اور سیاسی ماحول سے متاثر ہونا بھی بچوں کے لئے ناگزیر تھا۔ ہند اور پاکستان میں اشتمالیوں کے لئے بڑی ہی آزمائش کا دور تھا گرفتاریاں جاری تھیں۔ چھاپے پڑتے تھے اُردو ادب روز بروز زیادہ کٹر پنتھی ہوتا جا رہا تھا۔ ایک خاتون اُردو ادیب ایک جلسے میں کہنے لگیں آج ہمارے قلم سُرخ ہونے چاہئیں ہمارے افسانے سُرخ ہونے چاہئیں ہمارے ناول سُرخ ہونے چاہئیں ہماری نظمیں سُرخ ہونی چاہئیں ہماری غزلیں سُرخ ہونی چاہئیں مجاز سامعین میں موجود تھے کھڑے ہو کر فرمایا محترمہ کم از کم گلابی کی اجازت دے دیجئے) سردار، مجروح، کیفی شاید جیل جا چکے تھے یا جانے والے تھے حتیٰ کہ بھوپال میں اختر جمال کو ان کے چھ ماہ کے بچے کے ساتھ قید کر لیا گیا تھا۔

جاوید جب باپ کے ایک شعر پر تنقید کرتا ہے تو ماں فخر سے جاں نثار اختر کو لکھتی ہیں "وہ تم جیسے رومانی انقلاب پسندوں سے آگے ہوگا۔ وہ فرار کا قائل نہیں ہو سکتا۔ وہ ڈٹ کر لڑے گا اور تم سے آگے بڑھ جائے گا۔"

(۱۵ اپریل ۱۹۵۱ء کا خط)

اسکول میں بچوں نے قومی جھنڈے تیار کئے تو جاوید نے درانتی اور ہتھوڑے والا سُرخ پرچم بنایا پھر وہ شوہر کو مزید اطلاع دیتی ہیں "جادو پاس ہی لیٹا ہوا مجھ سے افسانے گڑھ رہا ہے۔ بعض وقت ایسی ادبی گفتگو کرتا ہے کہ حیران ہو جاتی ہوں۔ ابھی ایک دو دن کی بات ہے بانی پڑھنے آئی تھی اسے میں جوش کے پانچ جرعے پڑھا رہی تھی۔ آخری جرعے میں زمیں مست فلک مست کی تکرار ہے۔ جادو سُن کر بولا امّی یہ تو ابّی کے 'جاگا قلم جاگی کتاب' سے ملتا ہوا ہے۔ یہ عمر اور یہ ناقدانہ نگاہیں! دیکھو یہ جوہر یونہی ضائع ہوتا ہے یا اپنی آب و تاب سے چمکتا ہے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افسوس کہ وہ اپنے لڑکوں کی غیر معمولی کامرانی دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہ پائیں۔

ایسے ہونہار بروا کو جو بعمر چھ سال اسٹالن زندہ باد کہہ رہا تھا، بڑے ہو کر نمبوودری پد بننا چاہئے تھا مگر ماں کے بے وقت انتقال کے بعد آٹھ برس کی عمر سے جاوید نے یتیمی اور بے گھری کی تکلیفیں اٹھائیں۔ یہ چارلس ڈکنز کے کسی ننھے مصیبت زدہ کردار کی کہانی معلوم ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں وہ ماں کی توقعات پوری کرنے کے لئے ایک شعلۂ جوالا پارٹی ورکر بن سکتا تھا۔ مگر طرز تپاک اہل دنیا دیکھ کر اس کا دل اتنا جلا کہ اس نے لڑکپن میں ہی طے کر لیا کہ وہ خود دولتمند بنے گا۔ بچپن لکھنؤ (ننھیال) اور علی گڑھ (خالہ حمیدہ سالم کے گھر) میں گزرا۔ بھوپال میں خاصی بے سروسامانی کے عالم میں کالج گئے۔ کلاس میں کبھی جی نہیں لگا۔ البتہ مباحثوں اور بیت بازی میں برق تھے۔ تقریروں کے انعامی مقابلے جیتے۔ جب بمبئی پہونچے تو چھ دن بعد آدھی رات کو برستی بارش میں والد کے مکان سے نکلنا پڑا (والد عقد ثانی کر چکے تھے) فٹ پاتھ پر رہے۔ فاقے کئے۔ گزر اوقات کے لئے کارڈ شارپنگ کو بھی اپنا پیشہ بنایا۔ یہ ان کی نوعمری کے مزید ڈرامائی واقعات ہیں۔ محض اپنی ذہانت اور بذلہ سنجی کے بل بوتے پر دنیا سے لڑے۔ حس ظرافت اور فن لطیفہ سازی و مجلس آرائی ماموں مجاز سے ملا تھا۔ زیر لب کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتہائی کٹھن زمانے میں صفیہ اختر کے سنس آف ہیومر نے بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔

جاوید اختر خود ساختہ کامیاب آدمی کی کلاسک مثال ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی بھی کم ذہین نہیں ہیں۔ وہ بھی اچھے شاعر ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام بعنوان "کو بکو" شائع ہو چکا ہے۔ بچپن میں دونوں بھائی اپنے دوستوں کے ساتھ "لڑائی لڑائی" کھیلتے۔ ایک دوست "امریکی شیطان" بنتا تھا۔ برادر خورد سلمان بحیثیت سائیکو انالسٹ اسی شیطانی ملک امریکہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے ایک متمول شہری ہیں۔ ع۔ ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں۔

غالباً موسم سرما ۱۹۳۴ء میں مسلم یونیورسٹی کے اسٹریچی ہال میں روشندان کے راستے خالدہ ادیب خانم پر گلہاری کی جارہی تھی (جو علی گڈھ کی ایک دل پذیر روایت ہے) اس کے بعد یلڈرم نے ایک تعارفی تقریر کی اور ایک نوجوان شاعر اسرار الحق مجاز نے ایک نظم نذرِ خالدہ پڑھی۔ والد مرحوم نے جلسے کے بعد احباب سے کہا یہ لڑکا آگے چل کر بڑی شہرت حاصل کرے گا۔ ۱۹۳۶ء میں بمبئی کے ایک سینما ہال میں جاں نثار اختر کی اپنی فلم بہو بیگم کے پریمیئر پر واجدہ تبسم نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا "یہ اختر بھائی کا بیٹا جاوید ہے" تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میں پیش گوئی کروں کہ یہ لڑکا آگے چل کر بہت شہرت حاصل کرلے گا۔ مجھے تو وہ ہپی سا معلوم ہوا۔ اس نے کلائی میں ہپیوں والا کڑا پہن رکھا تھا اور کچھ آشفتہ سر سا نظر آتا تھا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کڑا کڑے وقت میں کام آنیوالے ایک سکھ دوست کی نشانی تھا۔ چند سال بعد بطور اسکرپٹ رائٹر جاوید نے بے انتہا مقبولیت حاصل کی۔ اور جب سنجیدہ شاعری مجھے سُنائی تو مجھے تعجب نہیں ہوا کیونکہ مچھلی کے بچے کو تیرنا کون سکھلاتا ہے۔

جاوید ایک خوش گو خوش فکر قادر الکلام POST MODERN شاعر ہیں۔

تازہ کاری، گہرائی اور تنوع، دیانتِ جذبات اور زندگی میں نئے مفاہیم کی تلاش ان کے اشعار کی خصوصیات ہیں۔

نازک خیالی اور فصیح البیانی ان کو ورثے میں ملی ہے۔ وہ بعض اوقات روایتی شعر کہہ لیں مگر بُرا شاعر نہیں کہہ سکتے۔

ترکشِ غمِ جاناں اور غمِ دوراں کے تیروں سے پُر ہے۔ بچپن کی شیریں یا تلخ یادیں ہر ادیب یا شاعر کے لئے دیرپا ثابت ہوئی ہیں۔ جاوید اختر کی چند ایسی نظمیں جو اُنکے زخم خوردہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جذبات اور احساس کی آئینہ دار ہیں شفاف آتم کتھا کے طور پر پڑھی جا سکتی ہیں

جب وہ کم عمر ہی تھا
اس نے یہ جان لیا تھا کہ اگر جینا ہے
بڑی چالاکی سے جینا ہوگا
آنکھ کی آخری حد تک ہے بساطِ ہستی
اور وہ معمولی سا اک مہرہ ہے
ایک اک خانہ بہت سوچ کے چلنا ہوگا

(ایک مہرے کا سفر)

بمبئی پہنچ کر اور باپ کے گھر سے نکلنے کے بعد تیسرے دن کے فاقے کی دلخراش یاد سہل ممتنع میں یوں ڈھلتی ہے ؎

میرے گھر میں چولہا تھا
روز کھانا پکتا تھا

... ...

ماں عجیب تھی میری
روز اپنے ہاتھوں سے
مجھ کو وہ دکھلاتی تھی
کون سر دباتھوں سے
چھوڑ رہا ہے چہرے کو
اک رنوالا تھی کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اک نوالا گھوڑے کا

اک نوالا بھالو کا (بھوک)

یہ محض مضمون آفرینی نہیں۔ متواتر فاقہ کشی کے بعد لمسی اور سمعی التباس کا تجربہ عین ممکن ہے۔

صفیہ اختر کے خطوط کے سیاق و سباق میں دیکھیے تو اس نظم کا کربناک تاثر دوچند ہو جاتا ہے۔ مائیں لاڈلے ننھے بچوں کو اسی طرح بہلا پھسلا کر کھلاتی ہیں۔

اک نوالا ہاتھی کا
اک نوالا گھوڑے کا
اک نوالا بھالو کا

مہرہ اپنی منزل مقصود پر پہونچتا ہے ـــ

آسودگی سے دل کے سبھی داغ دھل گئے
لیکن وہ کیسے جائے جو شیشے میں بال ہے

غالباً یہ ماں کا غم ہے۔

جاوید نے اپنی فلموں میں ایک ستم رسیدہ ماں کا کردار بلاوجہ تخلیق نہیں کیا جس کی طرف سے ظالم سماج کو للکارنے والا ایک دیو قامت سرکش برہم نوجوان (امیتابھ بچن) اسکرین پر نمودار ہوا۔ اس بنیادی پلاٹ کے اجزائے ترکیبی میں POPULIST نسخے کی کیمیا پنہاں تھی۔ عوام نے اپنی تمام محرومیوں اور دکھوں کا بدلہ لینے والے اس کاٹھی اداکار کو دل و جان سے قبول کیا اور دھن برسایا ـــ

غم بکتے ہیں
بازاروں میں غم کافی مہنگے بکتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیجے کی دکان اگر چل جائے تو
جذبے کے گاہک
چھوٹے بڑے ہر غم کے کھلونے
منہ مانگی قیمت پہ خریدیں ....
(غم بکتے ہیں)

اپنی محبوبہ میں اپنی ماں دیکھیں
بن ماں کے لڑکوں کی فطرت ہوتی ہے

کہا جاتا ہے تنہائی فنکار کا مقدر ہے۔ میرا خیال ہے ایک پرفورمنگ آرٹسٹ (اداکار، رقاص، موسیقار) اتنا تنہا نہیں ہوتا کیوں کہ اس کے فن کے مظاہرے میں دوسروں کا اشتراک بھی شامل رہتا ہے۔

ادیب، شاعر، مصور بیحد اکیلے سمجھے جاتے ہیں۔ اس تنہائی کی ایک MYSTIQUE بن گئی ہے اور اس کی مختلف پرچھائیاں ہیں۔ دو سال قبل اتوار کی ایک روشن خوشگوار صبح ٹرین مضافات کے پھولوں سے بھرے راستے سے گزرتی لندن جا رہی تھی جب حسب معمول ایک کوچہ گرد گویا کمپارٹمنٹ میں آیا اور گٹار پر گانے لگا

BYE BYE HAPPINESS HELLO, LONELINESS

حسب معمول کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔
لیکن مجھے وہ سارے مطمئن خوش پوش، خاموش مسافر چند لمحوں کیلئے اس نغمے میں شریک سے معلوم ہوئے۔ جیسے تنہائی تنہائی سے بات کرتی ہو۔
گیت ختم کرکے وہ اگلے اسٹیشن پر اتر گیا۔ کسی نے اس کی ہیٹ میں سکے نہیں ڈالے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تنہائی جاوید کا بھی ایک پسندیدہ مضمون ہے ؎

اُس کے ایک ہاتھ میں ہے جیت اُس کی

دوسرے ہاتھ میں تنہائی ہے

حصولِ مقاصد کے بعد اکیلے پن کا احساس ایک عالمگیر تجربہ ہے۔ بالخصوص مغرب میں یہ تنہائی بعض اوقات ہلاکت خیز ثابت ہوتی ہے۔

دنیائے دوں سے حسبِ دلخواہ دام وصول کرنے کے بعد راوی کو چین لکھنا چاہیے تھا۔ مگر ایسا ہوتا نہیں۔ فتمند انفرادیت پسندی پھر بھی غیر مطمئن رہتی ہے۔ ایک پُر آسائش زندگی گزارتے ہوئے شاعر اپنے لڑکپن کی محرومیوں اور کلفتوں کو بھی محبت سے یاد کرتا ہے۔

اس معاملے میں جاوید اختر زہرہ نگاہ اختر الایمان اور افتخار عارف کے ہمنوا ہیں

ذہن و دل آج بھوکے مرتے ہیں

ان دنوں ہم نے فاقے جھیلے تھے

وہ کمرہ یاد آتا ہے جو بُرے وقت میں ان کی جائے پناہ تھا۔ کھُردرے شفیق باپ کی طرح مشکل سے کھلنے والا دروازہ، گستاخ منھ پھٹ آئینہ، بے ہنگم بوڑھی اناسی الماری، ذہانت سے بھری مسکراہٹ جیسا دریچہ، اس پر جھکی بیل کی سبز سرگوشی، سنجیدہ استانیوں جیسی کتابیں۔ وہ کمرہ پیار سے ماں کی طرح ڈانٹتا تھا۔ یہ کیا عادت ہے۔ جلتی دوپہر میں مارے مارے گھومتے ہو تم۔

میں اب جس گھر میں رہتا ہوں

بہت ہی خوبصورت ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مگر اکثر یہاں خاموش بیٹھا یاد کرتا ہوں
وہ کمرہ بات کرتا تھا (وہ کمرہ یاد آتا ہے)
ایک یہ گھر جس گھر میں میرا ساز و ساماں رہتا ہے
ایک وہ گھر جس میں میری بوڑھی نانی رہتی تھیں

یہ شعر پڑھ کر مجھے لکھنؤ کے دارالسراج کا سادہ گھریلو ماحول یاد آ گیا۔ بظاہر یہ جاوید اختر کی بے ساختہ آپ بیتی ہے مگر بوڑھی نانی ایک علامت بھی ہیں ـــــ قدیم اقدار کی محافظ، بے غرض، بے لوث، محبت کی پتلی، صابر و شاکر، بھولی۔

گھر سے چلا تو دل کے سوا پاس کچھ نہ تھا
کیا مجھ سے کھو گیا ہے مجھے کیا ملال ہے

اس شعر میں مجھے ایک قلندرانہ کیفیت اور خیرآباد کی خانقہی موسیقی کی گونج سنائی دی۔ گو خود شاعر کو اس گونج سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ ایک حقیقت پسند، عملی، شہری آدمی ہیں۔ ان کا کوئی ذہنی یا جذباتی رابطہ اپنے والدین کے اس نیم دیہی نیم خانقہی فیوڈل معاشرے سے بھی نہیں ہے۔ ان کے ماں باپ خود اس معاشرے کو مسترد کر چکے تھے لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ جاوید نے غیر شعوری طور پر اُردو کلچر کے ذریعے اس خانقہی تہذیب کی اہم ترین خصوصیات یعنی سیکولر اور انسان دوست اقدار کا اثر بھی قبول کیا ہے۔ ان کا ویلیو سسٹم صحیح ہے۔ اور وہ بنیادی طور سے ترقی پسند ہیں۔ وہ عورت کی بھی بہت عزت کرتے ہیں اور اس کی ہمسری اور برابری کے قائل ہیں۔

اپنی بیٹی زویا کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ـــــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ اُن لوگوں کا رستہ ہے
جو خود اپنے تک جاتے ہیں
اپنے آپ کو جو پاتے ہیں
تم اِس رستے پر ہی چلنا
مجھے پتا ہے
یہ رستہ آسان نہیں ہے
لیکن مجھ کو یہ غم بھی ہے
تم کو اب تک
کیوں اپنی پہچان نہیں ہے

(دوراہا)

بعض اوقات آج اور کل کے ادب میں حیرت انگیز مماثلت ملتی ہے۔

جو سزا چاہے عدالت دے دے
فیصلہ سُننے کو تیار ہوں میں
ہاں گنہ گار ہوں میں (جُرم اور سزا)

ان اشعار میں مجاز کا لہجہ جھلکتا ہے۔

جاوید کے شاہکار "میں اور میری آوارگی" کا جوشِ بیاں اور صوت و آہنگ کی طغیانی مضطر خیر آبادی کے اس شعر کی یاد دلاتی ہے جو متعدد صفحات پر محیط ہے تو یہ اُردو کی جادو بیانی ہے جو پلٹ پلٹ کے دکھاتی ہے ایک ہی تصویر ——
جاوید اپنے عہد کے شعری مزاج کے نمائندے ہیں۔ اور ہر اچھا شاعر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرے اچھے شاعر کی یاد دلا سکتا ہے۔

اونچی عمارتوں سے مکاں میرا گھر گیا
کچھ لوگ میرے حصّے کا سورج بھی کھا گئے

یہاں جاوید محمد علوی اور ندا فاضلی کے ہمزبان ہیں۔

سب ہوائیں لے گیا میرے سمندر کی کوئی
اور مجھ کو ایک کشتی بادبانی دے گیا

یہاں عزیز بانو وفا ساحل پر کھڑی ملتی ہیں۔

"وقت" میں جوگی نامے کی روایت کی دھیمی سی بازگشت ہے۔ حال ہی میں میں نے یہ نظم سُن کر جاوید سے کہا کہ یہ تو کچھ برگساں کے "آنِ واحد" کا سا چکر معلوم ہوتا ہے کہنے لگے آپ بھُول گئیں پندرہ سولہ سال قبل آپ ہی نے تو مجھ سے برگساں کے فلسفہ وقت کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اسی مسئلے پر بہت سوچا۔ سوچ اور تجسّس انسان کو خوب سے خوب تر کی طرف لے جا سکتا ہے۔

کیوں ہیں کب تک ہیں کسی کی خاطر ہیں
بڑے سنجیدہ مسئلے ہیں ہم

مہرہ غمِ ذات سے غمِ کائنات کی طرف سفر کرتا ہے۔ جاوید اختر مدر ٹریزا سے کہتے ہیں ؎

مجھ کو تیری عظمت سے انکار نہیں ہے (لیکن)
تو نے کبھی یہ کیوں نہیں پوچھا
کس نے ان بدحالوں کو بدحال کیا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پچھلی نسل کا SELF-RIGHTEOUS پروگریسو شاعر خود ہی یہ جواب نہ دیتا۔

میں ٹھہرا خود غرض
بس اک اپنی ہی خاطر جینے والا
میں تجھ سے کس منہ سے پوچھوں .....
پوچھوں گا تو مجھ پر بھی وہ ذمّے داری آجائے گی
جس سے میں بچتا آیا ہوں
بہتر ہے خاموش رہوں میں (مدر ٹریزا)

آہنی پردہ روس اور مغرب کے درمیان سے اُٹھ کر ہم اہلِ جنوب ایشیا کی عقلوں پر پڑ گیا۔ لہٰذا ہم ایک دوسرے سے مزید بدگمان اور متنفر ہوتے جا رہے ہیں۔

چنانچہ جب جاوید اختر کہیں ؎

آؤ اب ہم اس کے بھی ٹکڑے کر لیں
ڈھاکہ راولپنڈی اور دِلّی کا چاند

تو راولپنڈی کا انٹلکچوئل پوچھے گا کیوں صاحب آپ چاند کو سالم رکھنے پر کیوں مصر ہیں؟

انکے کئے تاریخ اُردو ادب یوں لکھی جاتی ہے: "دلی دکنی پاک و ہند میں ستر ہویں صدی میں پیدا ہوئے"۔ ہمارے کئے مغل ہسٹری سیاسی اکھاڑہ بن چکی ہے۔

"پربت پہ پھول کھل رہے ہیں بیٹھا ہے غار میں درندہ"

یہ ایک کامیاب تصویری شعر ہے۔

فسادات پر ان گنت نظمیں لکھی جا چکی ہیں۔ ایک RITUAL ہے جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہر خونریزی کے بعد دہرایا جاتا ہے۔ یہ نظمیں شاعر کی بے بسی پر نوحہ خواں ہیں (وہ اگر پارلیمنٹ میں بھی پہونچ جائے تو کچھ نہیں کرسکتا) کچھ عرصے بعد سیاسی پارٹیاں دوسرا فساد بپا کرادیتی ہیں اور مزید دلدوز نظمیں۔ سردار جعفری، کیفی اعظمی، راہی معصوم رضا، جاوید اختر سب نے فسادات پر بہت پُر اثر نظمیں لکھی ہیں۔ ادبی روایت کا تسلسل اسے کہتے ہیں۔

یہ نظریہ کہ ہنگامی حالات کا ادب زندہ نہیں رہتا صحیح نہیں۔ ہمارے شہر آشوب آج کی داستان معلوم ہوتے ہیں۔ چند مثالیں اور لیجئے۔ ڈبلیو۔ بی۔ ایٹس کا الیسٹر ۱۹۱۶ء منٹو کے افسانے۔ وارث شاہ کے متعلق امرتا پریتم کی پنجابی نظم، کلام فیض۔ اب جو بھی لکھا جائے گا زیادہ تر کرائسس کا ادب ہوگا۔ صورتِ حال محض ہنگامی نہیں رہی۔ تاریخ الٹ گئی ہے۔ ہندو ورلڈ ویو اور اسلامک ورلڈ ویو پر دھواں دھار تقریریں اور سیمینار ہو رہے ہیں۔ اور ووٹ ڈالے جا رہے ہیں۔

تیز ترک گامزن ۔۔۔ تیز ترک گامزن ۔۔۔

جب ابنِ آدم کی سائیکی پوری طرح بدل جائے گی اور GENETIC ENGINEERING سے نہیں بلکہ ذہن شوئی کے ذریعے ایسا ہوگا۔ اس وقت بہت جلد آنے والی صدی کے آغاز ہی میں افراد اور فرقوں اور قوموں کی جمالیات، طرزِ فکر اور ذرائع ابلاغ دوسری شکلیں اختیار کرلیں گے۔ انیسویں صدی کے آخر میں رومان، جمال پرستی اور غنائیت کا مغربی ادب میں فروغ ہوا تھا۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد کے روحانی ویرانے میں ایلیٹ نے ویسٹ لینڈ لکھی۔ پروگریسو تحریک نے اُمید پرستی کا چلن عام کیا۔ ہیروشیما کے بعد سے انسان کے دل میں اجتماعی خودکشی اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خواہش مرگ کچھ خود جاگی ہے کچھ دنیا کے POWER BROKERS نے جگائی ہے۔ نوجوانوں کے اندر تنہائی اور تشدد پسندی بھری ہوئی ہے۔ وہ HARD ROCK اور HARD METAL کے ذریعے باہر آرہی ہے اور ہماری فلموں میں بھی دھوم دھڑکے سے نمودار ہو چکی ہے۔ لیکن اب زوال پرست مغرب کے مقابلے میں سوشلسٹ بلاک کے صالح، نیک خو نوجوانوں کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کیونکہ وہ نوجوان بھی سوشلزم کے خاتمے کے بعد آناً فاناً جرائم پیشہ بن گئے۔

بیٹھا ہے غار میں درندہ

ایک ناقابلِ فراموش چند سکنڈ کا منظر میں نے ٹیلی ویژن پر دیکھا تھا اسرائیلی بمباری کے بعد ایک فلسطینی عورت اپنے گمشدہ بیٹے کا فوٹو گراف مجمع میں ہر ایک کو دکھلاتی پھر رہی تھی اور کوئی اس کی نہیں سن رہا تھا اور ایک ننھا سا بچہ اسی بھیڑ میں اپنے ماں باپ کو ڈھونڈ رہا تھا۔

— تو بوڑھی نانی جس دالان میں آنگن میں یا نیم کے پیڑ کے نیچے بیٹھی ہیں۔ تسبیح پھیر رہی ہیں یا رامائن کا پاٹھ کر رہی ہیں۔ پل کی پل میں وہ گھر ہندو مسلم یا کاسٹ وار میں پھونک دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ہم خود مکتفی ہیں اور ہمیں غیر ملکی دشمن کی بمباری کی ضرورت نہیں ہے

"پربت پہ پھول کھل رہے ہیں بیٹھا ہے غار میں درندہ"

یہاں بھی پھول کھلتے ہیں اور باہر کی دنیا میں بھی اور سوشلسٹ ممالک میں پھول کھلے ہم نے بچشمِ خود ملاحظہ کئے تھے اور حسین خوش منظر بوزنیہ میں جیتے جاگتے انسان شکاری کتوں کے سامنے ڈالے گئے۔ اور یوکرین سے لیکر وسط ایشیاء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تک کمیونزم کا ڈھکن اُٹھتے ہی قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔
یہ حسن بن صباح اور راسپوٹین اور گوئبلز کا وقت ہے ؎

اپنی اپنی تاریکی کو لوگ اُجالا کہتے ہیں
تاریکی کے نام لکھوں تو قومیں فرقے ذات لکھوں
غم نہیں لکھوں کیا میں غم کو جشن لکھوں کیا ماتم کو
جو دیکھے ہیں میں نے جنازے کیا انکو بارات لکھوں (غزل)

میں قتل تو ہو گیا تمھاری گلی میں لیکن
مرے لہو سے تمھاری دیوار گل رہی ہے
نہ جلنے پاتے تھے جس کے چولہے بھی ہر سویرے
سُنا ہے کل رات سے وہ بستی بھی جل رہی ہے (غزل)

"فساد کے بعد" "میں اور مری آوارگی" "ایک مہرے کا سفر" "بھوک" "وہ کمرہ یاد آتا ہے" "شکست" اور "وقت" لکھ کر جاوید اختر نے اُردو کی عظیم صف میں اپنا مقام محفوظ کر لیا ہے۔

اُردو شاعری کے نیاگرا آبشار پر اَن گنت پھواروں سے جو قوس و قزح بنتی ہے اس کے رنگوں کے بہت سے پرتو ہیں اور ان میں جاوید کا پرتو بھی شامل ہو چکا ہے۔

یہ جو زلف تیری اُلجھ گئی وہ جو تھی کبھی تیری دھج گئی
میں تجھے سنواروں گا زندگی مرے ہاتھ میں یہ اُمور دے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چند ماہ قبل میں دلی کے مشہور آرٹسٹ فیروز کے نگار خانے میں گئی جو ذاکر نگر کے دولتمند GHETTO میں ایک حیرت انگیز خوشگوار اور پُر فضا جمالستان کی صورت میں استادہ ہے۔ استاد فیروز جہانگیر کے مصوّر استاد منصور کی اولاد میں سے ہیں۔ گویا ان کا اسٹوڈیو بھی آنِ واحد میں شامل ہے۔ وقت کی چند منجمد تصاویر بھی وہاں دیکھیں — جمنا کی ریتی پر بیٹے کا وہ میلہ جہاں مرزا غالب نے پہلی بار اس ڈومنی کو ناچتے دیکھا جس کا نام آج تک کوئی محقق دریافت نہیں کر پایا۔ آج سے ساٹھ ستر برس قبل دلی کی ایک محفل جس میں اس وقت کی نامور ڈانسر نوشابہ مصروفِ رقص ہیں۔

استاد فیروز بھی گلہری کی دُم سے خود موقلم بناتے ہیں جس طرح ان کے اجداد بناتے تھے اور مختصر ترین میناتور تیار کرتے ہیں۔

ان کا پتہ مجھے دلّی مرحوم کی ایک اور باقیماندہ یادگار یعنی سورگباشی لالہ مہیشور دیال نے اپنی اچانک وفات سے چند روز قبل ہی بتلایا تھا۔

میں نے جناب فیروز سے پوچھا — آپ اتنے اطمینان سے یہ تصویریں بنا رہے ہیں جبکہ باہر کلچر کا مطلب ہی بدل گیا ہے۔ انہوں نے نہایت دلجمعی سے جواب دیا — وہ اپنا کام کریں، ہم اپنا کام کئے جائیں گے۔

اس امید پرست مثبت رویے میں تہذیب اور انسانیت کی بقا مضمر ہے۔

اس وقت جبکہ مصنوعی سیارے ذہن شوئی اور دروغ گوئی کے مقصد سے خریدے جا رہے ہیں انسانیت کش نظریات کے خلاف سنگھرش میں جاوید جن کے "ترکش" میں رنگ و چنگ حرف و صوت سب موجود ہیں اپنی ماں کی یہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

توقع پوری کرسکتے ہیں کہ وہ فرار کے قائل نہیں ہوں گے اور ڈٹ کر لڑیں گے ۔

جب سے کسی نے
کرلی ہے سورج کی چوری
آؤ
چل کے سورج ڈھونڈیں
اور نہ ملے تو
کرن کرن پھر جمع کریں ہم
اور اک سورج نیا بنائیں (صبح کی گوری)

ترکش جدید اُردو شاعری کی ایک اہم دستاویز ہے۔ جب تک جاوید کی دوسری کتاب چھپے ——— ——— میں سمجھتی ہوں اتنا دیباچہ کافی ہے۔

قرۃ العین حیدر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

...... اپنی زندگی میں تم نے کیا کیا.... ؟ کسی سے سچے دل سے پیار کیا؟ کسی دوست کو نیک صلاح دی ؟ کسی دشمن کے بیٹے کو محبت کی نظر سے دیکھا؟ جہاں اندھیرا تھا وہاں کبھی روشنی کی کرن لے گئے ؟ جتنی دیر تک جیئے ، اس جینے کا مطلب کیا تھا..؟......

کرشن چندر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میرا آنگن۔ میرا پیڑ"

میرا آنگن
کتنا کشادہ کتنا بڑا تھا
جس میں
میرے سارے کھیل
سما جاتے تھے
اور آنگن کے آگے تھا وہ پیڑ کہ جو مجھ سے کافی اُونچا تھا
لیکن
مجھ کو اس کا یقیں تھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب میں بڑا ہو جاؤں گا
اس پیڑ کی ٹہنی بھی چھو لوں گا

برسوں بعد
میں گھر لوٹا ہوں
دیکھ رہا ہوں
یہ آنگن
کتنا چھوٹا ہے
پیڑ مگر پہلے سے بھی تھوڑا اونچا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہمارے شوق کی یہ انتہا تھی
قدم رکھّا کہ منزل راستا تھی

بچھڑ کے ڈار سے بَن بَن پھرا وہ
ہرن کو اپنی کستوری سزا تھی

کبھی جو خواب تھا وہ پا لیا ہے
مگر جو کھو گئی وہ چیز کیا تھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں بچپن میں کھلونے توڑتا تھا
مرے انجام کی وہ ابتدا تھی

محبت مرگئی مجھ کو بھی غم ہے
مرے اچھے دنوں کی آشنا تھی

جسے چھولوں میں وہ ہو جائے سونا
تجھے دیکھا تو جانا بددعا تھی

مریضِ خواب کو تو اب شفا ہے
مگر دنیا بڑی کڑوی دوا تھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ کمرہ یاد آتا ہے

میں جب بھی
زندگی کی چلچلاتی دھوپ میں تپ کر
میں جب بھی
دوسروں کے اور اپنے جھوٹ سے تھک کر
میں سب سے لڑ کے خود سے ہار کے
جب بھی اُس اک کمرے میں جاتا تھا
وہ ہلکے اور گہرے کتھئی رنگوں کا اک کمرہ
وہ بے حد مہرباں کمرہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو اپنی نرم مٹھی میں مجھے ایسے چھپا لیتا تھا
جیسے کوئی ماں
بچے کو آنچل میں چھپا لے
پیار سے ڈانٹے
یہ کیا عادت ہے
جلتی دوپہر میں مارے مارے گھومتے ہو تم
وہ کمرہ یاد آتا ہے
دبیز اور خاصا بھاری
کچھ ذرا مشکل سے کھلنے والا وہ شیشم کا دروازہ
کہ جیسے کوئی اکھڑ باپ
اپنے کھردرے سینے میں
شفقت کے سمندر کو چھپائے ہو
وہ کرسی
اور اس کے ساتھ وہ جڑواں بہن اُسکی
وہ دونوں
دوست تھیں میری
وہ اک گستاخ منہ پھٹ آئینہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو دل کا اچھا تھا
وہ بے ہنگم سی الماری
جو کونے میں کھڑی
اک بوڑھی انا کی طرح
آئینے کو تنبیہہ کرتی تھی

وہ اک گلدان
ننھا سا
بہت شیطان
ان دونوں پہ ہنستا تھا

دریچہ
یا ذہانت سے بھری اک مسکراہٹ
اور دریچے پر جھکی وہ بیل
کوئی سبز سرگوشی
کتابیں
طاق میں اور شیلف پر
سنجیدہ استانی بنی بیٹھیں
مگر سب منتظر اس بات کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں اُن سے کچھ پوچھوں

سرہانے

نیند کا ساتھی

تھکن کا چارہ گر

وہ نرم دِل تکیہ

میں جس کی گود میں سر رکھ کے

چھت کو دیکھتا تھا

چھت کی کڑیوں میں

نجانے کتنے افسانوں کی کڑیاں تھیں

وہ چھوٹی میز پر

اور سامنے دیوار پر

آویزاں تصویریں

مجھے اپنائیت سے اور یقیں سے دیکھتی تھیں

مسکراتی تھیں

انھیں شک بھی نہیں تھا

ایک دن

میں انکو ایسے چھوڑ جاؤں گا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں اک دن یوں بھی جاؤں گا
کہ پھر واپس نہ آؤں گا

میں اب جس گھر میں رہتا ہوں
بہت ہی خوبصورت ہے
مگر اکثر یہاں خاموش بیٹھا یاد کرتا ہوں
وہ کمرہ بات کرتا تھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنگل میں گھومتا ہے پہروں، فکرِ شکار میں درندہ
یا اپنے زخم چاٹتا ہے، تنہا کچھار میں درندہ

باتوں میں دوستی کا اَمرت، سینے میں زہر نفرتوں کا
پربت پہ پھول کھِل رہے ہیں، بیٹھا ہے غار میں درندہ

ذہنی یگانگت کے آگے، تھیں خواہشیں خجل بدن کی
چٹان پہ بیٹھا چاند تاکے جیسے کنوار میں درندہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گاؤں سے شہر آنے والے، آئے، ندی پہ جیسے پیاسے
تھا منتظر انہیں کا کب سے، اک روزگار میں درندہ

مذہب نہ جنگ نے سیاست، جانے نہ ذات پات کو بھی
اپنی درندگی کے آگے، ہے کس شمار میں درندہ

کون سا شعر سناؤں میں تمہیں، سوچتا ہوں
نیا مبہم ہے بہت اور پرانا مشکل

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھوک

آنکھ کھل گئی میری
ہو گیا میں پھر زندہ
پیٹ کے اندھیروں سے
ذہن کے دھندلکوں تک
ایک سانپ کے جیسا
رینگتا خیال آیا
آج تیسرا دن ہے ۔ آج تیسرا دن ہے
اک عجیب خاموشی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

منجمد ہے کمرے میں
ایک فرش اور اک چھت
اور چار دیواریں
مجھ سے بے تعلق سب
سب ہرے تماشائی
سامنے کی کھڑکی سے
تیز دھوپ کی کرنیں
آ رہی ہیں بستر پر
چبھ رہی ہیں چہرے میں
اس قدر نکیلی ہیں
جیسے رشتے داروں کے
طنز میری غربت پر
آنکھ کھل گئی میری
آج کھوکھلا ہوں میں
صرف خول باقی ہے
آج میرے بستر میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیٹا ہے مرا ڈھانچہ
اپنی مُردہ آنکھوں سے
دیکھتا ہے کمرے کو
آج تیسرا دن ہے
آج تیسرا دن ہے

دوپہر کی گرمی میں
بے ارادہ قدموں سے
اک سڑک پہ چلتا ہوں
تنگ سی سڑک پر ہیں
دونوں سمت دُوکانیں
خالی خالی آنکھوں سے
ہر دکان کا تختہ
صرف دیکھ سکتا ہوں
اب پڑھا نہیں جاتا
لوگ آتے جاتے ہیں
پاس سے گزرتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر بھی کتنے دھندلے ہیں
سب ہیں جیسے بے چہرہ
شور ان دکانوں کا
راہ چلتی اک گالی
ریڈیو کی آوازیں
دور کی صدائیں ہیں
آرہی ہیں میلوں سے
جو بھی سُن رہا ہوں میں
جو بھی دیکھتا ہوں میں
خواب جیسا لگتا ہے
ہے بھی اور نہیں بھی ہے
دوپہر کی گرمی میں
بے ارادہ قدموں سے
اک سڑک پہ چلتا ہوں
سامنے کے نکڑ پر
نل دکھائی دیتا ہے
سخت کیوں ہے یہ پانی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیوں گلے میں پھنستا ہے
میرے پیٹ میں جیسے
گھونسہ ایک لگتا ہے
آرہا ہے چکر سا
جسم پر پسینہ ہے
اب سکت نہیں باقی
آج تیسرا دن ہے
آج تیسرا دن ہے

ہر طرف اندھیرا ہے
گھاٹ پر اکیلا ہوں
سیڑھیاں ہیں پتھر کی
سیڑھیوں پہ لیٹا ہوں
اب میں اٹھ نہیں سکتا
آسماں کو تکتا ہوں
آسماں کی تھالی میں
چاند ایک روٹی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جھک رہی ہیں اب پلکیں
ڈوبتا ہے یہ منظر
ہے زمین گردش میں
میرے گھر میں چولھا تھا
روز کھانا پکتا تھا
روٹیاں سنہری ہیں
گرم گرم یہ کھانا
کھل نہیں رہی آنکھیں
کیا میں مرنے والا ہوں
ماں عجیب تھی میری
روز اپنے ہاتھوں سے
مجھ کو وہ کھلاتی تھی
کون سرد ہاتھوں سے
چھو رہا ہے چہرے کو
اک نوالا ہاتھی کا
اک نوالا گھوڑے کا
اک نوالا بھالو کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

موت ہے کہ بیہوشی
جو بھی ہے غنیمت ہے
موت ہے کہ بیہوشی
جو بھی ہے غنیمت ہے
آج تیسرا دن تھا۔ آج تیسرا دن تھا

گن گن کے سکّے ہاتھ مرا کھُردرا ہوا
جاتی رہی وہ لمس کی نرمی، بُرا ہوا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہم تو بچپن میں بھی۔ اکیلے تھے
صرف دل کی گلی میں کھیلے تھے

اک طرف مورچے تھے پلکوں کے
اک طرف آنسوؤں کے ریلے تھے

تھیں سبھی حسرتیں دکانوں پر
زندگی کے عجیب میلے تھے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خودکشی کیا دُکھوں کا حل بنتی
موت کے اپنے سو جھمیلے تھے

ذہن و دل آج بھوکے مرتے ہیں
اُن دنوں ہم نے فاقے جھیلے تھے

اونچی عمارتوں سے مکاں میرا گھر گیا
کچھ لوگ میرے حصّے کا سورج بھی کھا گئے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بنجارہ

میں بنجارہ
وقت کے کتنے شہروں سے گزرا ہوں
لیکن
وقت کے اس اک شہر سے جاتے جاتے مڑ کے دیکھ رہا ہوں
سوچ رہا ہوں
تم سے میرا یہ ناتا بھی ٹوٹ رہا ہے
تم نے مجھ کو چھوڑا تھا جس شہر میں آ کر
وقت کا اب وہ شہر بھی مجھ سے چھوٹ رہا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھ کو بدا کرنے آئے ہیں
اس نگری کے سارے باسی

وہ سارے دن
جن کے کندھے پر سوتی ہے
اب بھی تمھاری زلف کی خوشبو
سارے لمحے
جن کے ماتھے پر ہے روشن
اب بھی تمھارے لمس کا ٹیکا
نم آنکھوں سے
گم سم مجھ کو دیکھ رہے ہیں
مجھ کو ان کے دکھ کا پتا ہے
ان کو میرے غم کی خبر ہے
لیکن مجھ کو حکمِ سفر ہے
جانا ہوگا
وقت کے اگلے شہر مجھے اب جانا ہوگا

وقت کے اگلے شہر کے سارے باشندے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سب دن سب راتیں
جو تم سے ناواقف ہوں گے
وہ کب میری بات سنیں گے
مجھ سے کہیں گے
جاؤ اپنی راہ لو راہی
ہم کو کتنے کام پڑے ہیں
جو بیتی سو بیت گئی
اب وہ باتیں کیوں دہراتے ہو
کندھے پر یہ جھولی رکھے
کیوں پھرتے ہو کیا پاتے ہو
میں بے چارہ
اک بنجارہ
آوارہ پھرتے پھرتے جب تھک جاؤں گا
تنہائی کے ٹیلے پر جا کر بیٹھوں گا
پھر جیسے پہچان کے مجھ کو
اک بنجارہ جان کے مجھ کو
وقت کے اگلے شہر کے سارے ننھے منّے بھولے لمحے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ننگے پاؤں
دوڑے دوڑے بھاگے بھاگے آجائیں گے
مجھ کو گھیر کے بیٹھیں گے
اور مجھ سے کہیں گے
کیوں بنجارے
تم تو وقت کے کتنے شہروں سے گزرے ہو
اُن شہروں کی کوئی کہانی ہمیں سُناؤ
اُن سے کہوں گا
ننھّے لمحو!
ایک تھی رانی
سن کے کہانی
سارے ننھے لمحے
غمگیں ہو کر مجھ سے یہ پوچھیں گے
تم کیوں ان کے شہر نہ آئیں
لیکن ان کو بہلا لوں گا
ان سے کہوں گا
یہ مت پوچھو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آنکھیں موندو
اور یہ سوچو
تم ہوتیں تو کیسا ہوتا
تم یہ کہتیں
تم وہ کہتیں
تم اِس بات پہ حیراں ہوتیں
تم اُس بات پہ کتنی ہنستیں
تم ہوتیں تو ایسا ہوتا
تم ہوتیں تو ویسا ہوتا

دھیرے دھیرے
میرے سارے ننھے لمحے
سو جائیں گے
اور میں
پھر ہولے سے اٹھ کر
اپنی یادوں کی جھولی کندھے پر رکھ کر
پھر چل دوں گا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وقت کے اگلے شہر کی جانب
ننھے لمحوں کو سمجھانے
بھولے لمحوں کو بہلانے
یہی کہانی پھر دہرانے
تم ہوتیں تو ایسا ہوتا
تم ہوتیں تو ویسا ہوتا

خوش شکل بھی ہے وہ یہ الگ بات ہے مگر
ہم کو ذہین لوگ ہمیشہ عزیز تھے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دل میں مہک رہے ہیں کسی آرزو کے پھول
پلکوں پہ کھلنے والے ہیں شاید لہو کے پھول

اب تک ہے کوئی بات مجھے یاد حرف حرف
اب تک میں چن رہا ہوں کسی گفتگو کے پھول

کلیاں چٹک رہی تھیں کہ آواز تھی کوئی
اب تک سماعتوں میں ہیں اک خوش گلو کے پھول

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میرے لہو کا رنگ ہے ہر نوکِ خار پر
صحرا میں ہر طرف ہیں مری جستجو کے پھول

دیوانے کل جو لوگ تھے پھولوں کے عشق میں
اب اُن کے دامنوں میں بھرے ہیں رفو کے پھول

ہم کو اُٹھنا تو مُنھ اندھیرے تھا
لیکن اک خواب ہم کو گھیرے تھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سُوکھی ٹہنی تنہا چڑیا پھیکا چاند
آنکھوں کے صحرا میں ایک نمی کا چاند

اُس ماتھے کو چُومے کتنے دن بیتے
جس ماتھے کی خاطر تھا اک ٹیکا چاند

پہلے تُو لگتی تھی کتنی بے گانہ
کتنا مبہم ہوتا ہے پہلی کا چاند

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کم ہو کیسے ان خوشیوں سے تیرا غم
لہروں میں کب بہتا ہے ندّی کا چاند

آؤ اب ہم اسکے بھی ٹکڑے کرلیں
ڈھاکہ راولپنڈی اور دلّی کا چاند

سب کا خوشی سے فاصلہ ایک قدم ہے
ہر گھر میں بس ایک ہی کمرہ کم ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک مہرے کا سفر

جب وہ کم عمر ہی تھا
اس نے یہ جان لیا تھا کہ اگر جینا ہے
بڑی چالاکی سے جینا ہوگا
آنکھ کی آخری حد تک ہے بساطِ ہستی
اور وہ معمولی سا اک مہرہ ہے
ایک اک خانہ بہت سوچ کے چلنا ہوگا
بازی آسان نہیں تھی اسکی
دور تک چاروں طرف پھیلے تھے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مہرے
جلّاد
نہایت سفاک
سخت بے رحم
بہت ہی چالاک
اپنے قبضے میں لئے
پوری بساط
اسکے حصّے میں فقط مات لئے
وہ جدھر جاتا
اسے ملتا تھا
ہر نیا خانہ نئی گھات لئے
وہ مگر بچتا رہا
چلتا رہا
ایک گھر
دوسرا گھر
تیسرا گھر
پاس آیا کبھی اوروں کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کبھی دور ہوا
وہ مگر بچتا رہا
چلتا رہا
گو کہ معمولی سا مہرہ تھا مگر جیت گیا
یوں وہ اک روز بڑا مہرہ بنا
اب وہ محفوظ ہے اک خانے میں
اتنا محفوظ کہ دشمن تو الگ
دوست بھی پاس نہیں آسکتے
اُس کے اک ہاتھ میں ہے جیت اُس کی
دوسرے ہاتھ میں تنہائی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مدر تھریسا"

اے ماں تھریسا
مجھ کو تیری عظمت سے انکار نہیں ہے
جانے کتنے
سوکھے لب اور ویراں آنکھیں
جانے کتنے
تھکے بدن اور زخمی روحیں
کوڑا گھر میں روٹی کا اک ٹکڑا ڈھونڈتے ننگے بچے
فٹ پاتھوں پر گلتے سڑتے بوڑھے کوڑھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جانے کتنے
بے گھر، بے در، بے کس انساں
جانے کتنے
لوٹے، کچلے، بے بس انساں
تیری چھاؤں میں
جینے کی ہمت پاتے ہیں
اِن کو اپنے ہونے کی جو سزا ملی ہے
اُس ہونے کی سزا سے
تھوڑی سی ہی سہی
مہلت پاتے ہیں
تیرا لمس مسیحا ہے
اور تیرا کرم ہے ایک سمندر
جس کا کوئی پار نہیں ہے
اے ماں تھریسا
مجھ کو تیری عظمت سے انکار نہیں ہے

میں ٹھہرا خود غرض

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بس اک اپنی ہی خاطر جینے والا
میں تجھ سے کس منہ سے پوچھوں
تو نے کبھی یہ کیوں نہیں پوچھا
کس نے ان بدحالوں کو بدحال کیا ہے
تو نے کبھی یہ کیوں نہیں سوچا
کونسی طاقت
انسانوں سے جینے کا حق چھین کے
اُن کو فٹ پاتھوں اور کوڑا گھروں تک پہنچاتی ہے
تو نے کبھی یہ کیوں نہیں دیکھا
وہی نظامِ زر
جس نے ان بھوکوں سے روٹی چھینی ہے
ترے کہنے پر
بھوکوں کے آگے
کچھ ٹکڑے ڈال رہا ہے
تو نے کبھی یہ کیوں نہیں چاہا
ننگے بچے
بڈھے کوڑھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے بس انساں
اس دنیا سے
اپنے جینے کا حق مانگیں
جینے کی خیرات نہ مانگیں
ایسا کیوں ہے
اک جانب مظلوم سے تجھکو ہمدردی ہے
دوسری جانب
ظالم سے بھی عار نہیں ہے
لیکن سچ ہے
ایسی باتیں
میں تجھ سے کس منھ سے پوچھوں
پوچھوں گا تو
مجھ پر بھی وہ ذمّے داری آجائے گی
جس سے میں بچتا آیا ہوں
بہتر ہے خاموش رہوں میں
اور اگر کچھ کہنا ہو تو
یہی کہوں میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اے ماں تھریسا
مجھ کو تیری عظمت سے انکار نہیں ہے

اپنی وجہِ بربادی سُنئے تو مزے کی ہے
زندگی سے یوں کھیلے جیسے دُوسرے کی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فساد سے پہلے

آج اس شہر میں
ہر شخص ہراساں کیوں ہے

چہرے
کیوں فق ہیں
گلی کوچوں میں
کس لئے چلتی ہے
خاموش و سراسیمہ ہوا
آشنا آنکھوں پہ بھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اجنبیت کی یہ باریک سی جھلی کیوں ہے

شہر
سناٹے کی زنجیروں میں
جکڑا ہوا ملزم سا نظر آتا ہے
اِکا دُکا
کوئی رہگیر گزر جاتا ہے
خوف کی گرد سے
کیوں دھندلا ہے سارا منظر
شام کی روٹی کمانے کے لئے
گھر سے نکلے تو ہیں کچھ لوگ مگر
مڑ کے کیوں دیکھتے ہیں گھر کی طرف
آج
بازار میں بھی
جانا پہچانا سا وہ شور نہیں
سب یوں چلتے ہیں کہ جیسے
یہ زمیں کانچ کی ہے
ہر نظر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نظروں سے کتراتی ہے

بات
کھُل کر نہیں ہو پاتی ہے
سانس روکے ہوئے
ہر چیز نظر آتی ہے
آج
یہ شہر اک سہمے ہوئے بچّے کی طرح
اپنی پرچھائیں سے بھی ڈرتا ہے
جنتری دیکھو
مجھے لگتا ہے
آج تیوہار کوئی ہے شاید

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ ڈھل رہا ہے تو یہ بھی رنگت بدل رہی ہے
زمین سورج کی انگلیوں سے پھسل رہی ہے

جو مجھ کو زندہ جلا رہے ہیں وہ بے خبر ہیں
کہ میری زنجیر دھیرے دھیرے پگھل رہی ہے

میں قتل تو ہو گیا تمہاری گلی میں لیکن
مرے لہو سے تمہاری دیوار گل رہی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہ جلنے پاتے تھے جس کے چولھے کبھی ہر سویرے
سنا ہے کل رات سے وہ بستی بھی جل رہی ہے

میں جانتا ہوں کہ خامشی میں ہی مصلحت ہے
مگر یہی مصلحت مرے دل کو کھل رہی ہے

کبھی تو انسان زندگی کی کرے گا عزت
یہ ایک امید آج بھی دل میں پل رہی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فساد کے بعد

گہرا سناٹا ہے
کچھ مکانوں سے خاموشی اٹھتا ہوا
گاڑھا کالا دھواں
میل دل میں لئے
ہر طرف دور تک پھیلتا جاتا ہے
گہرا سناٹا ہے
لاش کی طرح بے جان ہے راستا
ایک ٹوٹا ہوا ٹھیلا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

الٹا پڑا
اپنے پہیے ہوا میں اٹھائے ہوئے
آسمانوں کو حیرت سے تکتا ہے
جیسے کہ جو بھی ہوا
اس کا اب تک یقیں اس کو آیا نہیں
گہرا سناٹا ہے
ایک اجڑی دکاں
چیخ کے بعد منھ
جو کھلا کا کھلا رہ گیا
اپنے ٹوٹے کواڑوں سے وہ
دور تک پھیلے
چوڑی کے ٹکڑوں کو
حسرت زدہ نظروں سے دیکھتی ہے
کہ کل تک یہی شیشے
اس پوپلے منھ میں
سورنگ کے دانت تھے
گہرا سناٹا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گہرے سناٹے نے اپنے منظر سے یوں بات کی
سن لے اجڑی دکاں
اے سلگتے مکاں
ٹوٹے ٹھیلے
تمہیں بس نہیں ہو اکیلے
یہاں اور بھی ہیں
جو غارت ہوئے ہیں
ہم اِن کا بھی ماتم کریں گے
مگر پہلے اُن کو تو رولیں
کہ جو لُوٹنے آئے تھے
اور خود لُٹ گئے
کیا لُٹا
اس کی اُن کو خبر ہی نہیں
کم نظر ہیں
کہ صدیوں کی تہذیب پر
اُن بچاروں کی کوئی نظر ہی نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خواب کے گاؤں میں پلے ہیں ہم
پانی چھلنی میں لے چلے ہیں ہم

چھاچھ پھونکیں کہ اپنے بچپن میں
دودھ سے کس طرح جلے ہیں ہم

خود ہیں اپنے سفر کی دشواری
اپنے پیروں کے آبلے ہیں ہم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تُو تو مت کہہ ہمیں بُرا دنیا
تو نے ڈھالا ہے اور ڈھلے ہیں ہم

کیوں ہیں کب تک ہیں کس کی خاطر ہیں
بڑے سنجیدہ مسئلے ہیں ہم

اس شہر میں جینے کے انداز نرالے ہیں
ہونٹوں پہ لطیفے ہیں آواز میں چھالے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

غم ہوتے ہیں جہاں ذہانت ہوتی ہے
دنیا میں ہر شے کی قیمت ہوتی ہے

اکثر وہ کہتے ہیں وہ بس میرے ہیں
اکثر کیوں کہتے ہیں حیرت ہوتی ہے

تب ہم دونوں وقت چرا کر لاتے تھے
اب ملتے ہیں جب بھی فرصت ہوتی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنی محبوبہ میں اپنی ماں دیکھیں
بن ماں کے لڑکوں کی فطرت ہوتی ہے

اک کشتی میں ایک قدم ہی رکھتے ہیں
کچھ لوگوں کی ایسی عادت ہوتی ہے

گلی میں شور تھا ماتم تھا اور ہوتا کیا
میں گھر میں تھا مگر اِس غُل میں کوئی سوتا کیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہم سے دلچسپ کبھی سچّے نہیں ہوتے ہیں
اچھے لگتے ہیں مگر اچھّے نہیں ہوتے ہیں

چاند میں بڑھیا بزرگوں میں خدا کو دیکھیں
بھولے اب اتنے تو یہ بچّے نہیں ہوتے ہیں

کوئی یاد آئے ہمیں کوئی ہمیں یاد کرے
اور سب ہوتا ہے یہ قصّے نہیں ہوتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کوئی منزل ہو بہت دور ہی ہوتی ہے مگر
راستے واپسی کے لمبے نہیں ہوتے ہیں

آج تاریخ تو دہراتی ہے خود کو لیکن
اسمیں بہتر جو تھے وہ حصے نہیں ہوتے ہیں

آج کی دنیا میں جینے کا قرینہ سمجھو
جو ملیں پیار سے ان لوگوں کو زینہ سمجھو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معمہ

ہم دونوں جو حرف تھے
ہم اک روز ملے
اک لفظ بنا
اور ہم نے اک معنی پائے
پھر جانے کیا ہم پر گزری
اور اب یوں ہے
تم اک حرف ہو
اک خانے میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں اک حرف ہوں
اک خانے میں
بیچ میں
کتنے لمحوں کے خانے خالی ہیں
پھر سے کوئی لفظ بنے
اور ہم دونوں اک معنی پائیں
ایسا ہو سکتا ہے
لیکن
سوچنا ہوگا
ان خالی خانوں میں ہم کو بھرنا کیا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُلجھن

کروڑوں چہرے
اور اُن کے پیچھے
کروڑوں چہرے
یہ راستے ہیں کہ بھڑکے چھتّے
زمین جسموں سے ڈھک گئی ہے
قدم تو کیا تل بھی دھرنے کی اب جگہ نہیں ہے
یہ دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں
کہ اب جہاں ہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہیں سمٹ کے کھڑا رہوں میں
مگر کروں کیا
کہ جانتا ہوں
کہ رک گیا تو
جو بھیڑ پیچھے سے آرہی ہے
وہ مجھ کو پیروں تلے کچل دیگی پیس دے گی
تو اب جو چلتا ہوں میں
تو خود میرے اپنے پیروں میں آرہا ہے
کسی کا سینہ
کسی کا بازو
کسی کا چہرہ
چلوں
تو اوروں پہ ظلم ڈھاؤں
رکوں
تو اوروں کے ظلم جھیلوں

ضمیر
تجھ کو تو ناز ہے اپنی منصفی پر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذرا سنوں تو
کہ آج کیا تیرا فیصلہ ہے

کم سے کم اُس کو دیکھ لیتے تھے
اب کے سیلاب میں وہ پُل بھی گیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جہنّمی

میں اکثر سوچتا ہوں
ذہن کی تاریک گلیوں میں
دہکتا اور پگھلتا
دھیرے دھیرے آگے بڑھتا
غم کا یہ لاوا
اگر چاہوں
تو رک سکتا ہے
میرے دل کی کچّی کھال پر رکھا یہ انگارا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگر چاہوں
تو بجھ سکتا ہے
لیکن
پھر خیال آتا ہے
میرے سارے رشتوں میں
پڑی ساری داراروں سے
گزر کے آنے والی برف سے ٹھنڈی ہوا
اور میری ہر پہچان پر سردی کا یہ موسم
کہیں ایسا نہ ہو
اِس جسم کو اس رُوح کو ہی منجمد کر دے
میں اکثر سوچتا ہوں
ذہن کی تاریک گلیوں میں
دَہکتا اور پگھلتا
دھیرے دھیرے آگے بڑھتا
غم کا یہ لاوا
اذیّت ہے
مگر پھر بھی غنیمت ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِسی سے رُوح میں گرمی
بدن میں یہ حرارت ہے
یہ غم میری ضرورت ہے
میں اپنے غم سے زندہ ہوں

اے سفر اتنا رائیگاں تو نہ جا
نہ ہو منزل کہیں تو پہونچا دے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیمار کی رات

درد بے رحم ہے
جلّاد ہے درد
درد کچھ کہتا نہیں
سنتا نہیں
درد بس ہوتا ہے
درد کا مارا ہوا
روندا ہوا
جسم تو اب ہار گیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رُوح ضِدّی ہے
لڑے جاتی ہے
ہانپتی
کانپتی
گھبرائی ہوئی
درد کے زور سے
تھرّائی ہوئی
جسم سے لپٹی ہے
کہتی ہے
نہیں چھوڑوں گی

موت
چوکھٹ پہ کھڑی ہے کب سے
صبر سے دیکھ رہی ہے اُس کو
آج کی رات
نہ جانے کیا ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ تسلّی ہے کہ ہیں ناشاد سب
میں اکیلا ہی نہیں، برباد سب

سب کی خاطر ہیں یہاں سب اجنبی
اور کہنے کو ہیں گھر آباد سب

بھول کے سب رنجشیں سب ایک ہیں
میں بتاؤں سب کو ہوگا یاد سب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سب کو دعوائے وفا سب کو یقیں
اِس اداکاری میں ہیں استاد سب

شہر کے حاکم کا یہ فرمان ہے
قید میں کہلائیں گے آزاد سب

چار لفظوں میں کہو جو بھی کہو
اُس کو کب فرصت سنے فریاد سب

تلخیاں کیسے نہ ہوں اشعار میں
ہم پہ جو گزری ہمیں ہے یاد سب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں پا سکا نہ کبھی اس خلش سے چھٹکارا
وہ مجھ سے جیت بھی سکتا تھا جانے کیوں ہارا

برس کے کھل گئے آنسو نتھر گئی ہے فضا
چمک رہا ہے سرِ شام درد کا تارا

کسی کی آنکھ سے ٹپکا تھا اک امانت ہے
مری ہتھیلی پہ رکھا ہوا یہ انگارا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو پَر سمیٹے تو اک شاخ بھی نہیں پائی
کھُلے تھے پَر تو مرا آسمان تھا سارا

وہ سانپ چھوڑ دے ڈسنا یہ میں بھی کہتا ہوں
مگر نہ چھوڑیں گے لوگ اُس کو گر نہ پھُنکارا

لو دیکھ لو، یہ عشق ہے، یہ وصل ہے، یہ ہجر
اب لَوٹ چلیں آؤ، بہت کام پڑا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں خود بھی سوچتا ہوں یہ کیا میرا حال ہے
جس کا جواب چاہیئے وہ کیا سوال ہے

گھر سے چلا تو دل کے سوا پاس کچھ نہ تھا
کیا مجھ سے کھو گیا ہے مجھے کیا ملال ہے

آسودگی سے دل کے سبھی داغ دھل گئے
لیکن وہ کیسے جائے جو شیشے میں بال ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے دست و پا ہوں آج تو الزام کس کو دوں
کل میں نے ہی بُنا تھا یہ میرا ہی جال ہے

پھر کوئی خواب دیکھوں، کوئی آرزو کروں
اب اے دلِ تباہ ترا کیا خیال ہے

وہ شکل پگھلی تو ہر شے میں ڈھل گئی جیسے
عجیب بات ہوئی ہے اُسے بھلانے میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شکست

سیاہ ٹیلے پہ تنہا کھڑا وہ سُنتا ہے
فضا میں گونجتی اپنی شکست کی آواز
نگہ کے سامنے
میدانِ کارزارِ جہاں
جیالے خوابوں کے پامال اور زخمی بدن
پڑے ہیں بکھرے ہوئے چاروں سمت
بے ترتیب
بہت سے مر چکے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور جن کی سانس چلتی ہے
سسک رہے ہیں
کسی لمحہ مرنے والے ہیں
یہ اُس کے خواب
یہ اُسکی سپاہ
اُس کے جری
چلے تھے گھر سے تو کتنی زمین جیتی تھی
جھکائے کتنے تھے مغرور بادشاہوں کے سر
فصیلیں ٹوٹ کے گر کے سلام کرتی تھیں
پہنچنا شرط تھی
تھرّا کے آپ کھلتے تھے
تمام قلعوں کے دروازے
سارے محلوں کے در
نظر میں اُن دنوں منظر بہت سجیلا تھا
زمیں سنہری تھی
اور آسمان نیلا تھا
مگر تھی خوابوں کے لشکر میں کس کو اِس کی خبر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہر ایک قصّے کا اک اختتام ہوتا ہے
ہزار لکھ دے کوئی فتح ذرّے ذرّے پر
مگر شکست کا بھی اک مقام ہوتا ہے
افق پہ چیونٹیاں رینگیں
غنیم فوجوں نے
وہ دیکھتا ہے
کہ تازہ کمک بلائی ہے
شکاری نکلے ہیں اسکے شکار کی خاطر
زمین کہتی ہے
یہ نرغہ تنگ ہونے کو ہے
ہوائیں کہتی ہیں
اب واپسی کا موسم ہے
یہ واپسی کا کہاں راستہ بنایا تھا
جب آرہا تھا کہاں یہ خیال آیا تھا
پلٹ کے دیکھتا ہے
سامنے سمندر ہے
کنارے کچھ بھی نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صرف ایک راکھ کا ڈھیر
یہ اُس کی کشتی ہے
کل اُس نے خود جلائی تھی

قریب آنے لگیں قاتلوں کی آوازیں
سیاہ ٹیلے پہ تنہا کھڑا وہ سُنتا ہے

وہ نہر ایک قصہ ہے دنیا کے واسطے
فرہاد نے تراشا تھا خود کو چٹان پر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سچ یہ ہے بیکار ہمیں غم ہوتا ہے
جو چاہا تھا دنیا میں کم ہوتا ہے

ڈھلتا سورج پھیلا جنگل رستہ گم
ہم سے پوچھو کیسا عالم ہوتا ہے

غیروں کو کب فرصت ہے دکھ دینے کی
جب ہوتا ہے کوئی ہمدم ہوتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زخم تو ہم نے اِن آنکھوں سے دیکھے ہیں
لوگوں سے سنتے ہیں مرہم ہوتا ہے

ذہن کی شاخوں پر اشعار آجاتے ہیں
جب تیری یادوں کا موسم ہوتا ہے

مرے وجود سے یوں بے خبر ہے وہ جیسے
وہ ایک دھوپ گھڑی ہے میں رات کا پل ہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہر کے دکاں دارو! کاروبارِ الفت میں سود کیا زیاں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے
دِل کے دام کتنے ہیں خواب کتنے مہنگے ہیں اور نقدِ جاں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے

کوئی کیسے ملتا ہے پھول کیسے کھلتا ہے آنکھ کیسے جھکتی ہے سانس کیسے رکتی ہے
کیسے رہ نکلتی ہے کیسے بات چلتی ہے شوق کی زباں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے

وصل کا سکوں کیا ہے ہجر کا جنوں کیا ہے حسن کا فسوں کیا ہے عشق کے دُروں کیا ہے
تم مریضِ دانائی مصلحت کے شیدائی راہِ گمراں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زخم کیسے پھلتے ہیں داغ کیسے جلتے ہیں دَرد کیسے ہوتا ہے کوئی کیسے روتا ہے
اشک کیا ہے نالے کیا دشت کیا ہے چھالے کیا آہ کیا فغاں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے

نامراد دل کیسے صبح و شام کرتے ہیں کیسے زندہ رہتے ہیں اور کیسے مرتے ہیں
تم کو کب نظر آئی غم زدوں کی تنہائی زیست بے اماں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے

جانتا ہوں میں تم کو ذوقِ شاعری بھی ہے شخصیت سجانے میں اک یہ ماہری بھی ہے
پھر بھی حرف چنتے ہو صرف لفظ سنتے ہو انکے درمیاں کیا ہے تم نہ جان پاؤ گے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جسم دمکتا ۔ زلف گھنیری ۔ رنگیں لب ۔ آنکھیں جادو
سنگِ مرمر ۔ اودا بادل ۔ سرخ شفق ۔ حیراں آہو

بھکشو دانی ۔ پیاسا پانی ۔ دریا ساگر ۔ جل گاگر
گلشن خوشبو ۔ کوئل کوکو ۔ مستی دارو ۔ میں اور تو

بانبی ناگن ۔ چھایا آنگن ۔ گھنگھرو چھن چھن ۔ آشا من
آنکھیں کاجل ۔ پربت بادل ۔ وہ زلفیں اور یہ بازو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

راتیں مہکی ۔ سانسیں دہکی ۔ نظریں بہکی ۔ رُت لہکی
سپن سلونا ۔ پریم کھلونا ۔ پھول بچھونا ۔ وہ پہلو

تم سے دوری ۔ یہ مجبوری ۔ جسم کاری ۔ بیداری
تنہا راتیں ۔ سپنے کاتیں ۔ خود سے باتیں ۔ میری خو

اُن چراغوں میں تیل ہی کم تھا
کیوں گلہ پھر ہمیں ہوا سے رہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہجر

کوئی شعر کہوں
یا دنیا کے کسی موضوع پر
میں کوئی نیا مضمون پڑھوں
یا کوئی انوکھی بات سنوں
کوئی بات
جو ہنسنے والی ہو
کوئی فقرہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو دلچسپ لگے
یا کوئی خیال اچھوتا سا
یا کہیں ملے
کوئی منظر
جو حیراں کر دے
کوئی لمحہ
جو دل کو چھو جائے
میں اپنے ذہن کے گوشوں میں
ان سب کو سنبھال کے رکھتا ہوں
اور سوچتا ہوں
جب ملو گے
تم کو سناؤں گا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دشواری

میں بھول جاؤں تمہیں
اب یہی مناسب ہے
مگر بھلانا بھی چاہوں تو کس طرح بھولوں
کہ تم تو پھر بھی حقیقت ہو
کوئی خواب نہیں
یہاں تو دل کا یہ عالم ہے کیا کہوں
کمبخت!
بھلا نہ پایا یہ وہ سلسلہ
جو تھا ہی نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ اک خیال
جو آواز تک گیا ہی نہیں

وہ ایک بات
جو میں کہہ نہیں سکا تم سے

وہ ایک ربط
جو ہم میں کبھی رہا ہی نہیں

مجھے ہے یاد وہ سب
جو کبھی ہوا ہی نہیں

میرے کچھ پل مجھ کو دیدو باقی سارے دن لوگو
تم جیسا جیسا کہتے ہو سب ویسا ویسا ہوگا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آثارِ قدیمہ

ایک پتھر کی ادھوری مُورت
چند تانبے کے پُرانے سکّے
کالی چاندی کے عجب سے زیور
اور کئی کانسے کے ٹوٹے برتن
ایک صحرا میں ملے
زیرِ زمیں
لوگ کہتے ہیں کہ صدیوں پہلے
آج صحرا ہے جہاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہیں اک شہر ہوا کرتا تھا
اور مجھ کو یہ خیال آتا ہے
کسی تقریب
کسی محفل میں
سامنا تجھ سے مرا آج بھی ہو جاتا ہے
ایک لمحے کو
بس اک پل کے لئے
جسم کی آنچ
اچٹتی سی نظر
سرخ بندیا کی دمک
سرسراہٹ ترے ملبوس کی
بالوں کی مہک
بے خیالی میں کبھی
لمس کا ننھا سا پھول
اور پھر دور تک وہی صحرا
وہی صحرا کہ جہاں
کبھی اک شہر ہوا کرتا تھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھرتے ہیں کب سے دربدر اب اِس نگر اُس نگر
اک دوسرے کے ہمسفر میں اور مری آوارگی
ناآشنا ہر رہگذر نامہرباں ہر اک نظر
جائیں تو اب جائیں کدھر میں اور مری آوارگی

ہم بھی کبھی آباد تھے ایسے کہاں برباد تھے
بے فکر تھے آزاد تھے مسرور تھے دل شاد تھے
وہ چال ایسی چل گیا ہم بجھ گئے دل جل گیا
نکلے جلا کے اپنا گھر میں اور مری آوارگی

جینا بہت آسان تھا اک شخص کا احسان تھا
ہم کو بھی اک ارمان تھا جو خواب کا سامان تھا
اب خواب ہے نے آرزو ارمان ہے نے جستجو
یوں بھی چلو خوش ہیں مگر میں اور مری آوارگی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ ماہ وش وہ ماہ رو، وہ ماہ کامل ہو بہو تھیں جس کی باتیں کو بکو اس سے عجب تھی گفتگو
پھر یوں ہوا وہ کھو گئی تو مجھ کو ضد سی ہو گئی لائیں گے اسکو ڈھونڈ کر میں اور مری آوارگی

یہ دل ہی تھا جو سہہ گیا وہ بات ایسی کہہ گیا کہنے کو پھر کیا رہ گیا اشکوں کا دریا بہہ گیا
جب کہہ کے وہ دلبر گیا تیرے لئے میں مر گیا روتے ہیں اسکو رات بھر میں اور مری آوارگی

اب غم اٹھائیں کس لئے آنسو بہائیں کس لئے یہ دل جلائیں کس لئے یوں جاں گنوائیں کس لئے
پیشہ نہ ہو جس کا تم ڈھونڈیں گے اب ایسا صنم ہوں گے کہیں تو کارگر میں اور مری آوارگی

آثار ہیں سب کھوٹ کے امکان ہیں سب چوٹ کے گھر بند ہیں سب گوٹ کے اب ختم ہیں سب ٹوٹ کے
قسمت کا سب یہ پھیر ہے اندھیر ہے اندھیر ہے ایسے ہوئے ہیں بے اثر میں اور مری آوارگی

جب ہمدم و ہمراز تھا تب اور ہی انداز تھا اب سوز ہے تب ساز تھا اب شرم ہے تب ناز تھا
اب مجھ سے ہو تو ہو بھی کیا ہے ساتھ وہ تو وہ بھی کیا اک بے ہنر اک بے ثمر میں اور مری آوارگی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

غم بکتے ہیں

غم بکتے ہیں
بازاروں میں
غم کافی مہنگے بکتے ہیں
لہجے کی دکان اگر چل جائے تو
جذبے کے گاہک
چھوٹے بڑے ہر غم کے کھلونے
منھ مانگی قیمت پہ خریدیں
میں نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہمیشہ اپنے غم اچھے داموں بیچے ہیں
لیکن
جو غم مجھ کو آج ملا ہے
کسی دُکاں پر رکھنے کے قابل ہی نہیں ہے
پہلی بار میں شرمندہ ہوں
یہ غم بیچ نہیں پاؤں گا

میری بنیادوں میں کوئی ٹیڑھ تھی
اپنی دیواروں کو کیا الزام دوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آؤ اور نہ سوچو

آؤ

اور نہ سوچو
سوچ کے کیا پاؤ گے
جتنا بھی سمجھے ہو
اُتنا پچھتائے ہو
جتنا بھی سمجھو گے
اُتنا پچھتاؤ گے
آؤ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور نہ سوچو
سوچ کے کیا پاؤ گے
تم احساس کی جس منزل پر اب پہنچے ہو
وہ میری دیکھی بھالی ہے
جانے بھی دو
اس کا کب تک سوگ منانا
یہ دنیا
اندر سے اتنی کیوں کالی ہے
آؤ
کچھ اب جینے کا سامان کریں ہم
سچ کے ہاتھوں
ہم نے جو مشکل پائی ہے
جھوٹ کے ہاتھوں
وہ مشکل آسان کریں ہم
تم میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھو
پھر میں تم سے
ساری جھوٹی قسمیں کھاؤں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر تم وہ ساری جھوٹی باتیں دہراؤ
جو سب کو اچھی لگتی ہیں

جیسے
وفا کرنے کی باتیں
جینے کی مرنے کی باتیں

ہم دونوں
یوں وقت گزاریں
میں تم کو کچھ خواب دکھاؤں
تم مجھ کو کچھ خواب دکھاؤ
جنکی
کوئی تعبیر نہیں ہو
جتنے دن یہ میل رہے گا
دیکھو اچھا کھیل رہے گا

اور
کبھی دل بھر جائے تو
کہہ دینا تم
بیت گیا ملنے کا موسم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آؤ
اور نہ سوچو
سوچ کے کیا پاؤ گے

تمہیں بھی یاد نہیں اور میں بھی بھول گیا
وہ لمحہ کتنا حسیں تھا مگر فضول گیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میرے دل میں اُتر گیا سورج
تیرگی میں نکھر گیا سورج

درس دیکر ہمیں اُجالے کا
خود اندھیرے کے گھر گیا سورج

ہم سے وعدہ تھا اک سویرے کا
ہائے کیسا مُکر گیا سورج

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چاندنی عکس چاند آئینہ
آئینے میں سنور گیا سورج

ڈوبتے وقت زرد تھا اتنا
لوگ سمجھے کہ مر گیا سورج

تھکن سے چور پاس آیا تھا اس کے
گرا سوتے میں مجھ پر یہ شجر کیوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وقت

یہ وقت کیا ہے
یہ کیا ہے آخر کہ جو مسلسل گزر رہا ہے
یہ جب نہ گزرا تھا
تب کہاں تھا
کہیں تو ہوگا
گزر گیا ہے
تو اب کہاں ہے
کہیں تو ہوگا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہاں سے آیا کدھر گیا ہے
یہ کب سے کب تک کا سلسلہ ہے
یہ وقت کیا ہے

یہ واقعے
حادثے
تصادم
ہر ایک غم
اور ہر اک مسرت
ہر اک اذیت
ہر ایک لذت
ہر اک تبسم
ہر ایک آنسو
ہر ایک نغمہ
ہر ایک خوشبو
وہ زخم کا درد ہو
کہ وہ لمس کا ہو جادو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خود اپنی آواز ہو کہ ماحول کی صدائیں
یہ ذہن میں بنتی اور بگڑتی ہوئی فضائیں
وہ فکر میں آئے زلزلے ہوں کہ دل کی ہلچل
تمام احساس
سارے جذبے
یہ جیسے پتے ہیں
بہتے پانی کی سطح پر
جیسے تیرتے ہیں
ابھی یہاں ہیں
ابھی وہاں ہیں
اور اب ہیں اوجھل
دکھائی دیتا نہیں ہے لیکن
یہ کچھ تو ہے
جو کہ بہہ رہا ہے
یہ کیسا دریا ہے
کن پہاڑوں سے آرہا ہے
یہ کس سمندر کو جا رہا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ وقت کیا ہے

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
کہ چلتی گاڑی سے پیڑ دیکھو
تو ایسا لگتا ہے
دوسری سمت جا رہے ہیں
مگر حقیقت میں
پیڑ اپنی جگہ کھڑے ہیں
تو کیا یہ ممکن ہے
ساری صدیاں
قطار اندر قطار اپنی جگہ کھڑی ہوں
یہ وقت ساکت ہو
اور ہم ہی گزر رہے ہوں
اِس ایک لمحے میں
سارے لمحے
تمام صدیاں چھپی ہوئی ہوں
نہ کوئی آئندہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہ گذشتہ
جو ہو چکا ہے
وہ ہو رہا ہے
جو ہونے والا ہے
ہو رہا ہے
میں سوچتا ہوں
کہ کیا یہ ممکن ہے
سچ یہ ہو
کہ سفر میں ہم ہیں
گزرتے ہم ہیں
جسے سمجھتے ہیں ہم
گزرتا ہے
وہ تھما ہے
گزرتا ہے یا تھما ہوا ہے
اکائی ہے یا بٹا ہوا ہے
ہے منجمد
یا پگھل رہا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کسے خبر ہے
کسے پتا ہے
یہ وقت کیا ہے

یہ کائناتِ عظیم
لگتا ہے
اپنی عظمت سے
آج بھی مطمئن نہیں ہے
کہ لمحہ لمحہ
وسیع تر اور وسیع تر ہوتی جا رہی ہے
یہ اپنی باہیں پسارتی ہے
یہ کہکشاؤں کی انگلیوں سے
نئے خلاؤں کو چھو رہی ہے
اگر یہ سچ ہے
تو ہر تصوّر کی حد سے باہر
مگر کہیں پر
یقیناً ایسا کوئی خلاء ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہ جس کو
اِن کہکشاؤں کی انگلیوں نے
اب تک چھوا نہیں ہے
خلاء
جہاں کچھ ہُوا نہیں ہے
خلاء
کہ جس نے کسی سے بھی "کن" سنا نہیں ہے
جہاں ابھی تک خدا نہیں ہے
وہاں
کوئی وقت بھی نہ ہوگا
یہ کائناتِ عظیم
اک دن
چھوئے گی
اس اَن چھوئے خلاء کو
اور اپنے سارے وجود سے
جب پکارے گی
"کن"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو وقت کو بھی جنم ملے گا
اگر جنم ہے تو موت بھی ہے
میں سوچتا ہوں
یہ سچ نہیں ہے
کہ وقت کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا ہے
یہ ڈور لمبی بہت ہے
لیکن
کہیں تو اس ڈور کا سرا ہے
ابھی یہ انساں الجھ رہا ہے
کہ وقت کے اس قفس میں
پیدا ہوا
یہیں وہ پلا بڑھا ہے
مگر اُسے علم ہو گیا ہے
کہ وقت کے اس قفس سے باہر بھی اک فضا ہے
تو سوچتا ہے
وہ پوچھتا ہے
یہ وقت کیا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

درد کے پھول بھی کھلتے ہیں بکھر جاتے ہیں
زخم کیسے بھی ہوں، کچھ روز میں بھر جاتے ہیں

راستہ روکے کھڑی ہے یہی الجھن کب سے
کوئی پوچھے تو کہیں کیا کہ کدھر جاتے ہیں

چھت کی کڑیوں سے اترتے ہیں مرے خواب مگر
میری دیواروں سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نرم الفاظ، بھلی باتیں، مہذّب لہجے
پہلی بارش ہی میں یہ رنگ اُتر جاتے ہیں

اُس دریچے میں بھی اب کوئی نہیں اور ہم بھی
سر جُھکائے ہوئے چُپ چاپ گزر جاتے ہیں

اُن سے اب واپس خریدوں خود کو میں
لوگ جو مانگیں وہ اپنے دام دُوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھ کو یقیں ہے سچ کہتی تھیں جو بھی امّی کہتی تھیں
جب میرے بچپن کے دن تھے چاند میں پریاں رہتی تھیں

ایک یہ دن جب اپنوں نے بھی ہم سے ناطہ توڑ لیا
ایک وہ دن جب پیڑ کی شاخیں بوجھ ہمارا سہتی تھیں

ایک یہ دن جب ساری سڑکیں روٹھی روٹھی لگتی ہیں
ایک وہ دن جب "آؤ کھیلیں" ساری گلیاں کہتی تھیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک یہ دن جب جاگی راتیں دیواروں کو تکتی ہیں
ایک وہ دن جب شاموں کی بھی پلکیں بوجھل رہتی تھیں

ایک یہ دن جب ذہن میں ساری عیاری کی باتیں ہیں
ایک وہ دن جب دل میں بھولی بھالی باتیں رہتی تھیں

ایک یہ دن جب لاکھوں غم اور کال پڑا ہے آنسو کا
ایک وہ دن جب ایک ذرا سی بات پہ ندیاں بہتی تھیں

ایک یہ گھر جس گھر میں میرا ساز و ساماں رہتا ہے
ایک وہ گھر جس گھر میں میری بوڑھی نانی رہتی تھیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوراہا

اپنی بیٹی زویا کے نام

یہ جیون اک راہ نہیں
اک دوراہا ہے
پہلا رستہ
بہت سہل ہے
اِس میں کوئی موڑ نہیں ہے
یہ رستہ
اِس دنیا سے بے جوڑ نہیں ہے
اِس رستے پر ملتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رشتوں کے آنگن
اِس رستے پر ملتے ہیں
رشتوں کے بندھن
اِس رستے پر چلنے والے
کہنے کو سب سکھ پاتے ہیں
لیکن
ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
سب رشتوں میں بٹ جاتے ہیں
اپنے پلّے کچھ نہیں بچتا
بچتی ہے
بے نام سی الجھن
بچتا ہے
سانسوں کا ایندھن
جس میں اُنکی اپنی ہر پہچان
اور اُنکے سارے سپنے
جل بجھتے ہیں
اِس رستے پر چلنے والے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خود کو کھو کر جگ پاتے ہیں
اوپر اوپر تو جیتے ہیں
اندر اندر مر جاتے ہیں

دوسرا رستہ
بہت کٹھن ہے
اِس رستے میں
کوئی کسی کے ساتھ نہیں ہے
کوئی سہارا دینے والا ہاتھ نہیں ہے
اِس رستے میں
دھوپ ہے
کوئی چھاؤں نہیں ہے
جہاں تسلی بھیک میں دیدے کوئی کسی کو
اِس رستے میں
ایسا کوئی گاؤں نہیں ہے
یہ اُن لوگوں کا رستا ہے
جو خود اپنے تک جاتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنے آپ کو جو پاتے ہیں
تم اِس رستے پر ہی چلنا
مجھے پتا ہے
یہ رستہ آسان نہیں ہے
لیکن مجھ کو یہ غم بھی ہے
تم کو اب تک
کیوں اپنی پہچان نہیں ہے

اِک کھلونا جوگی سے کھو گیا تھا بچپن میں
ڈھونڈتا پھرا اُس کو وہ نگر نگر تنہا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مری زندگی مری منزلیں، مجھے قُرب میں نہیں، دور دے
مجھے تو دکھا وہی راستا، جو سفر کے بعد غرور دے

وہی جذبہ دے جو شدید ہو، ہو خوشی تو جیسے کہ عید ہو
کبھی غم ملے تو بلا کا ہو، مجھے وہ بھی ایک سرور دے

تُو غلط نہ سمجھے تو میں کہوں ترا شکریہ کہ دیا سکوں
جو بڑھے تو بڑھ کے بنے جنوں مجھے وہ خلش بھی ضرور دے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھے تو نے کی ہے عطا زباں، مجھے غم سنانے کا غم کہاں
رہے ان کہی مری داستاں، مجھے نطق پر وہ عبور دے

یہ جو زلف تیری الجھ گئی، وہ جو تھی کبھی تیری دھج گئی
میں تجھے سنواروں گا زندگی، مرے ہاتھ میں یہ امور دے

آگہی سے ملی ہے تنہائی
آ مری جان مجھ کو دھوکا دے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کن لفظوں میں اتنی کڑوی اتنی کسیلی بات لکھوں
شعر کی میں تہذیب نبا ہوں یا اپنے حالات لکھوں

غم نہیں لکھوں کیا میں غم کو جشن لکھوں کیا ماتم کو
جو دیکھے ہیں میں نے جنازے کیا اُن کو بارات لکھوں

کیسے لکھوں میں چاند کے قصّے کیسے لکھوں میں پھول کی بات
ریت اُڑائے گرم ہوا تو کیسے میں برسات لکھوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کس کس کی آنکھوں میں دیکھے میں نے زہر بجھے خنجر
خود سے بھی جو میں نے چھپائے کیسے وہ صدمات لکھوں

تخت کی خواہش لوٹ کی لالچ کمزوروں پر ظلم کا شوق
لیکن اُن کا فرمانا ہے میں اِن کو جذبات لکھوں

قاتل بھی مقتول بھی دونوں نام خدا کا لیتے تھے
کوئی خدا ہے تو وہ کہاں تھا میری کیا اوقات لکھوں

اپنی اپنی تاریکی کو لوگ اُجالا کہتے ہیں
تاریکی کے نام لکھوں تو قومیں فرقے ذات لکھوں

جانے یہ کیسا دور ہے جس میں یہ جرأت بھی مشکل ہے
دن ہو اگر تو اسکو لکھوں دن رات اگر ہو رات لکھوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صبح کی گوری

رات کی کالی چادر اوڑھے
مُنہ کو لپیٹے
سوئی ہے کب سے
روٹھ کے سب سے
صبح کی گوری
آنکھ نہ کھولے
منہ سے نہ بولے
جب سے کسی نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرلی ہے سورج کی چوری
آؤ
چل کے سورج ڈھونڈیں
اور نہ ملے تو
کرن کرن پھر جمع کریں ہم
اور اک سورج نیا بنائیں
سوئی ہے کب سے
روٹھ کے سب سے
صبح کی گوری
اُسے جگائیں
اُسے منائیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مری دُعا ہے

خلا کے گہرے سمندروں میں
اگر کہیں کوئی ہے جزیرہ
جہاں کوئی سانس لے رہا ہے
جہاں کوئی دل دھڑک رہا ہے
جہاں ذہانت نے علم کا جام پی لیا ہے
جہاں کے باسی
خلا کے گہرے سمندروں میں
اتارنے کو ہیں اپنے بیڑے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تلاش کرنے کوئی جزیرہ
جہاں کوئی سانس لے رہا ہے
جہاں کوئی دل دھڑک رہا ہے

مری دعا ہے
کہ اُس جزیرے میں رہنے والوں کے جسم کا رنگ
اِس جزیرے کے رہنے والوں کے جسم کے جتنے رنگ ہیں
اُن سے مختلف ہو
بدن کی ہیئت بھی مختلف
اور شکل و صورت بھی مختلف ہو

مری دعا ہے
اگر ہے اُن کا بھی کوئی مذہب
تو اِس جزیرے کے مذہبوں سے وہ مختلف ہو

مری دعا ہے
کہ اس جزیرے کی سب زبانوں سے مختلف ہو زبان اُن کی

مری دعا ہے
خلا کے گہرے سمندروں سے گزر کے
اک دن

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُس اجنبی نسل کے جہازی
خلائی بیڑے میں
اِس جزیرے تک آئیں
ہم اُنکے میزباں ہوں
ہم اُنکو حیرت سے دیکھتے ہوں
وہ پاس آکر
ہمیں اشاروں سے یہ بتائیں
کہ اُن سے ہم اتنے مختلف ہیں
کہ اُنکو لگتا ہے
اِس جزیرے کے رہنے والے
سب ایک سے ہیں
مری دعا ہے
کہ اِس جزیرے کے رہنے والے
اُس اجنبی نسل کے کہے کا یقین کرلیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دکھ کے جنگل میں پھرتے ہیں کب سے مارے مارے لوگ
جو ہوتا ہے سہہ لیتے ہیں کیسے ہیں بے چارے لوگ

جیون جیون ہم نے جگ میں کھیل یہی ہوتے دیکھا
دھیرے دھیرے جیتی دنیا دھیرے دھیرے ہارے لوگ

وقت سنگھاسن پر بیٹھا ہے اپنے راگ سناتا ہے
سنگت دینے کو پاتے ہیں سانسوں کے اکتارے لوگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نیکی اک دن کام آتی ہے ہم کو کیا سمجھاتے ہو
ہم نے بے بس مرتے دیکھے کیسے پیارے پیارے لوگ

اس نگری میں کیوں ملتی ہے روٹی سپنوں کے بدلے
جن کی نگری ہے وہ جانیں ہم ٹھہرے بنجارے لوگ

رات سر پر ہے اور سفر باقی
ہم کو چلنا ذرا سویرے تھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہانہ ڈھونڈتے رہتے ہیں کوئی رونے کا
ہمیں یہ شوق ہے کیا آستیں بھگونے کا

اگر پلک پہ ہے موتی تو یہ نہیں کافی
ہُنر بھی چاہیئے الفاظ میں پرونے کا

جو فصل خواب کی تیّار ہے تو یہ جانو
کہ وقت آگیا پھر درد کوئی بونے کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ زندگی بھی عجب کاروبار ہے کہ مجھے
خوشی ہے پانے کی کوئی نہ رنج کھونے کا

ہے پاش پاش مگر پھر بھی مسکراتا ہے
وہ چہرہ جیسے ہو ٹوٹے ہوئے کھلونے کا

سب ہوائیں لے گیا میرے سمندر کی کوئی
اور مجھ کو ایک کشتی بادبانی دے گیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جرم اور سزا

ہاں گنہ گار ہوں میں
جو سزا چاہے عدالت دیدے
آپکے سامنے سرکار ہوں میں
مجھ کو اقرار
کہ میں نے اک دن
خود کو نیلام کیا
اور راضی بہ رضا
سرِ بازار، سرِ عام کیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھ کو قیمت بھی بہت خوب ملی تھی لیکن
میں نے سودے میں خیانت کر لی
یعنی
کچھ خواب بچا کر رکھے
میں نے سوچا تھا
کبھی فرصت ہے
جو مری رُوح مرے دل کی تلاشی لے گا
میں نے سوچا تھا
کبھی ہو گی خبر
کتنا نادان تھا میں
خواب
چھپ سکتے ہیں کیا
روشنی
مٹھی میں رک سکتی ہے کیا
وہ جو ہونا تھا
ہوا
آپ کے سامنے سرکار ہوں میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو سزا چاہے عدالت دیدے
فیصلہ سننے کو تیار ہوں میں
ہاں گنہ گار ہوں میں

فیصلہ یہ ہے عدالت کا
ترے سارے خواب
آج سے تیرے نہیں ہیں مجرم!
ذہن کے سارے سفر
اور ترے دل کی پرواز
جسم میں بہتے لہو کے نغمے
روح کا ساز
سماعت۔ آواز
آج سے تیرے نہیں ہیں مجرم!

وصل کی ساری حدیثیں
غمِ ہجراں کی کتاب
تیری یادوں کے گلاب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیرا احساس
تری فکر و نظر
تیری سب ساعتیں
سب لمحے ترے
روز و شب شام و سحر
آج سے تیرے نہیں ہیں مجرم!
یہ تو انصاف ہوا تیرے خریداروں سے
اور اب تیری سزا
تجھے مرنے کی اجازت نہیں
جینا ہوگا

پہلے بھی کچھ لوگوں نے جو بو کر گیہوں چاہا تھا
ہم بھی اس اُمید میں ہیں لیکن کب ایسا ہوتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چار قطعات

کتھئی آنکھوں والی اک لڑکی
ایک ہی بات پر بگڑتی ہے
تم مجھے کیوں نہیں ملے پہلے
روز یہ کہہ کے مجھ سے لڑتی ہے

لاکھ ہوں ہم میں پیار کی باتیں
یہ لڑائی ہمیشہ چلتی ہے
اُس کے اک دوست سے میں جلتا ہوں
میری اک دوست سے وہ جلتی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاس آ کے بھی فاصلے کیوں ہیں
راز کیا ہے، سمجھ میں یہ آیا
اُس کو بھی یاد ہے کوئی اب تک
میں بھی تم کو بھُلا نہیں پایا

ہم بھی کافی تیز تھے پہلے
وہ بھی تھی عیّار بہت
پہلے دونوں کھیل رہے تھے
لیکن اب ہے پیار بہت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہل اسٹیشن

گھل رہا ہے سارا منظر شام دھندلی ہوگئی
چاندنی کی چادر اوڑھے ہر پہاڑی سوگئی

وادیوں میں پیڑ ہیں اب نیلگوں پرچھائیاں
اٹھ رہا ہے کہرا جیسے چاندنی کا ہو دھواں

چاند پگھلا تو چٹانیں بھی ملائم ہوگئیں
رات کی سانسیں جو مہکیں اور مدھم ہوگئیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نرم ہے جتنی ہوا اتنی فضا خاموش ہے
ٹہنیوں پر اوس پی کے ہر کلی بے ہوش ہے

موڑ پر کروٹ لئے اب اونگھتے ہیں راستے
دور کوئی گا رہا ہے جانے کس کے واسطے

یہ سکوں میں کھوئی وادی نور کی جاگیر ہے
دودھیا پردے کے پیچھے سرمئی تصویر ہے

ڈھل گئی ہے روح لیکن دل کو یہ احساس ہے
یہ سکوں بس چند لمحوں کو ہی میرے پاس ہے

فاصلوں کی گرد میں یہ سادگی کھو جائے گی
شہر جاکر زندگی پھر شہر کی ہو جائے گی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے گھر

شام ہونے کو ہے
لال سورج سمندر میں کھونے کو ہے
اور اُس کے پرے
کچھ پرندے
قطاریں بنائے
اُنہیں جنگلوں کو چلے
جن کے پیڑوں کی شاخوں پہ ہیں گھونسلے
یہ پرندے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہیں لوٹ کر جائیں گے
اور سو جائیں گے

ہم ہی حیران ہیں
اس مکانوں کے جنگل میں
اپنا کہیں بھی ٹھکانا نہیں
شام ہونے کو ہے
ہم کہاں جائیں گے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com